

محمد سرگودشتی حیات مختصر ○ ابو بکر و عمر عثمان و حمید
 اس میں نبی پاک کے نور ہوئے اور ہم شریعت کے سایہ میں رہنے کا ثبوت ہے



رسالہ نور

مع اَضَافَاتِ جَدِیدَہ وِافَادَاتِ عَدِیدَہ

مُصَنَّفَہ

حَضْرَتِ حَکِیمِ اُمّتِ مَوْلا الْحَاجِ مُفْتِی اَحْمَدِیَا خَانِ

مَآشَرَاتِ

مُفْتِی مُحَمَّدِ غَمَّارِ خَانِ صَاحِبِ زَادَةِ اَقْدَارِ اَحْمَدِیَا خَانِ

تَعْمِی کُتُبِ خانۂ کجرات مغربی پاکستان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی مَنْ كَانَ نَبِيًّا وَاٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطَّيْنِ وَاصْحَابُهُ الطَّاهِرُونَ
إِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

جاننا چاہیے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
کو لاکھوں خصوصی صفات بخشے ویسے ہی حضور علیہ صلوٰۃ والسلام کو
یہ خصوصیت بھی عطا کی کہ انہیں اپنے نور سے بنایا اور سارے عالم کو
ان سے ظاہر فرمایا۔ یعنی انہیں کے سر پر ولایت کا تاج رکھا اور ان ہی
کی پیشانی پر آخریت کا سہرا باندھا اور انہیں کو آخری نبی بنا کر بھیجا اور
انہیں کو مخرج کی رات میں اگلے سارے پیغمبروں کا امام بنایا ہے
نماز امیری میں تھایہ ہی سرعیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر ہو سلطنت پہلے کر گئے تھے

نغم دخت سے پہلے ہوتا ہے پھر اسی نغم پر درخت کی تکبیل اور انتہا ہوتی
ہے یہ وہ عقیدہ ہے جس پر آج تک سارے کلمہ گو اور اسلام کا دعویٰ
کرنے والے متفق رہے خود علمائے دیوبند کا بھی یہی عقیدہ رہا جیسا کہ ان
کی کتابوں سے ظاہر ہے مگر موجودہ زمانے کے نئے دیوبندی دیوانی جہاں
حضور کے اور اوصاف خصوصی کے انکاری ہو گئے ہیں جن پر اہل اسلام
ناز کرتے تھے۔ وہاں حضور کے نور ہونے کے بھی انکار ہو گئے۔ اب یہ
حال ہو گیا ہے کہ حضور کے نور ہونے کے انکار کے لئے جلسے ہو رہے

ہیں۔ عام دیوبندی عالموں کے لباس میں دن رات دھواں دھار
نظر میں کر رہے ہیں۔ اور گمراہ کن طریقوں سے حضور کی نورانیت کا
انکار کر رہے ہیں۔ طریقہ کلام اتنا بدتمیزی گستاخی کا ہے کہ پتہ نہیں
لگتا کہ کوئی سکھ۔ عیسائی۔ آریہ بول رہا ہے یا کلمہ گو بدعتی اسلام۔

میر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمک کھایا ہے۔ ان کے نام
پلہ ہوں۔ ان کے دروازوں کے ٹکڑوں سے گزرا کر رہا ہوں۔ اُن کی
غلامی سے عبرت لی ہے۔ نمک حلال ٹوک کر اپنے آقا کی توہین یا اُن
کے کمال کا انکار برداشت نہیں ہوتا۔ مجھے اس سے دکھ پہنچا۔ صرف
چوب قلم ہاتھ میں ہے۔ یہ تو بیس نہ ہو کہ بدر جنین کا میدان ہوتا
اور ان پر جان بچھا کر کرتے ہوئے کفار کے تیر تو لگا اپنے اوپر لیتے
جو دم بھی وال ہوتے خاک گلشن لب کے قدموں لیتے اُترن
مگر کمر بن کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن نکھے تھے!

اگر وہ نصیب نہ ہوا تو کم از کم چوب قلم سے بدگوئیوں کا مقابلہ
کریں اور دشمنوں کے لسانِ اسلام کو اپنے پر اچھیلیں۔ شاید اللہ
تعالیٰ قبول فرمائے اور غایبان بدر جنین کے غلاموں میں عشر
نصیب فرمادے اور حضرت حستان رضی اللہ عنہ کے لعین پڑوں
میں قیامت کے دن اٹھائے۔

یہ مد نظر رکھتے ہوئے فقیر نے اس زمانہ کے نکھنے کی مہمت کی۔
جس میں ثابت کیا کہ حضور ربِّ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور ہیں۔

اور سامے عالم کا ظہور حضور کے نور سے ہے۔ اس رسالہ کا نام ”رسالہ نور“ رکھتا ہوں اور اس کا بھی وہی طریقہ ہوگا۔ جو ”یاء الحق“ اور سلطنت مصلحت وغیرہ کتابوں کا ہے کہ اس رسالہ کے دو باب کئے جائیں گے پہلے باب میں اس کا ثبوت قرآنی آیات۔ احادیث شریفہ۔ بزرگان دین کے اقوال اور خود بلو بندی پیشواؤں کے کلام سے ہوگا۔ دوسرے باب میں اسی مسئلہ پر ایسی نکات جس قدر اعتراض ہو چکے ہیں اور میرے علم میں آچکے ہیں۔ ان کے جوابات۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ التوکل والیہ المآب۔

اصحابِ رخاں ہدایتی

مقدمہ

رسالہ شروع کرنے سے پہلے چند قواعد خیال میں رکھنا چاہئیں :

- ① نور کے لغوی معنی ہیں روشنی۔ چمک دک اور اجالا۔
مجھ سمجھی اس کو بھی نور کہہ دیا جاتا ہے جس سے روشنی اور اجالا نمود ہوا اس معنی میں شروع کو نور کہا جاتا ہے۔ بجلی۔ چراغ۔ لالین کو نور یا روشنی کہہ دیتے ہیں۔ یعنی سبب ہونے کی سبب مراد لیتے ہیں۔
- ② نور دو طرح کا ہوتا ہے۔ نور حسی اور نور عقلی۔ نور حسی وہ جو آنکھوں سے دیکھنے میں آئے۔ جیسے دھوپ۔ چراغ۔ بجلی وغیرہ کی روشنی۔ نور عقلی

اس کو آنکھ تو محسوس نہ کر سکے مگر عقل کہے کہ یہ نور ہے۔ روشنی ہے اس معنی سے اسلام کو۔ قرآن کو۔ ہدایت کو۔ علم کو نور کہا جاتا ہے۔ آیات کا خطہ ہوں :

(۱) اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور۔
اللہ مددگار ہے مومنوں کا انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا،

اس آیت میں اگر اسی کو اندھیری اور ہدایت کو روشنی اور نور فرمایا گیا۔
(۲) وانزلنا الذی کہ نوراً تمییناً
اور ہم نے تمہاری طرف کھلی روشنی آناری
اس آیت میں قرآن کو نور فرمایا گیا۔

(۳) مثل نور کہ مشکوٰۃ
رب کے نور کی مثال اس طاق
کی طرح ہے جس میں چراغ ہو۔
فینہا مصباح۔

اس آیت میں رب نے اپنی ذات کو یا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا۔

(۴) وَمَنْ کَانَ مِیْتًا فَاحْیِیْنَاہُ
وَجَعَلْنَاکَ نُورًا یُہْتَدٰی بِہِ
فی الدنّٰس۔
تو کیا وہ جو مردہ تھا۔ پھر ہم نے اسے زندگی بخشی اور اس کیلئے نور بنایا جس سے وہ لوگوں میں چلتا ہے۔

(۵) اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَکَ
لِلْاِسْلَامِ فَہُوَ عَلٰی شَوٰہِدٍ
مِّنْ رَبِّکَ۔
تو کیا وہ شخص جس کا سینہ ہم نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے پس وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔

(۶) رَبَّنَا اٰتِنَا لَنَا نُوْرًا
اے ہمارے رب ہمارا نور پور فرما

اَحْمَرُ لَنَا -

(۴) وَانْزَلْنَا النُّوْرَ لَا فِیْهِ
هُدًی وَ نُوْرٌ -

امام شافعی فرماتے ہیں -

فَاِنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ وَ
اَلْاٰیَاتُ النُّوْرُ لَا یُعْطٰی لِحَاصِنِ

بے شک علم رب کا نور ہے اور
نور گنہ گار کو نہیں ملتا -

(۳) نور کی تعریف یہ ہے کہ نور وہ ہے جو خود ظاہر ہو دوسروں کو
ظاہر کرے یعنی ظاہر بالذات - مُطَهَّرٌ لِّلْغَیْبِ - یہ ظاہر ہونا اور ظاہر
کرنا بھی دو طرح کا ہے حسی اور عقلی - چاند سورج - بجلی گیس وغیرہ حسی
طور پر ظاہر اور منظر میں اور علم - ہدایت اسلام - قرآن وغیرہ عقلی طور
پر خود ظاہر ہیں اور دوسروں کو ظاہر کرتے ہیں -

(۴) اللہ تعالیٰ حقیقتہً ازلی ابدی ذاتی نور ہے کہ خود ظاہر ہے اور جسے
اس نے ظاہر فرما دیا وہ ظاہر ہو گیا - باقی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا قرآن
شریف یا اسلام یا فرشتے عطا فی طور پر رب کے بنانے سے نور ہیں - کہ
اُسی نے انہیں نور بنایا - یہ نور بن گئے جیسے رب تعالیٰ حقیقی طور پر ازلا
ابداً سمیع - بصیر - حی - علیم - خبیر ہے - اور دوسری مخلوق اس کے بنانے
سے عطا فی طور پر سمیع بھی ہے بصیر بھی ہے علیم بھی ہے خبیر بھی ہے -
اپنے لئے فرماتا ہے -

اِنَّهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ -
بیشک رب سُننے والا دیکھنے والا ہے

اس آیت میں رب نے اپنے آپ کو سمیع بصیر فرمایا - دوسری آیت
انسان کے بارے میں فرماتا ہے -

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ
طَفَّةٍ اَمْشٰیاجٍ نَّیْتَلِیْهِ فَعَلَنَّا
مِنْهَا بَصِیْرًا -

ہم نے انسان کو مخلوط نطفے سے
پیدا فرمایا - آزمائش کو - پھر
اسے سمیع و بصیر فرمایا -
تمام صفات کا یہ ہی حال ہے کہ رب تعالیٰ بذات خود بغیر کسی کی
مدد کے ان صفات سے موصوف اور دوسری مخلوق عطا فی طور پر رب
تعالیٰ کے بنانے سے ان صفات سے عارضی موصوف ہے - لفظ مشترک
ہیں تاکہ معنی میں بڑا فرق ہے -

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا نور ہونے کے نہ تو یہ معنی
ہیں کہ حضور خدا کے نور کا ٹکڑا ہیں نہ یہ کہ رب کا نور حضور کے نور کا وارہ ہے
نہ یہ کہ حضور علیہ صلوٰۃ والسلام خدا کی طرح ازلی ابدی ذاتی نور ہیں - نہ یہ کہ رب
تعالیٰ حضور میں سرایت کر گیا ہے - تاکہ شرک و کفر لازم آئے - بلکہ صرف یہ معنی ہیں -
کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطہ رب سے فیض حاصل کرنے والے ہیں اور تمام
مخلوق حضور کے واسطے سے رب کا فیض لینے والی جیسے ایک چراغ سے دوسرا
چراغ جلا کر پھر دوسرے چراغ سے ہزاروں چراغ جلا کر لویا یا ایک شیشہ سورج
کے سامنے رکھو کہ وہ چمک جاوے پھر اُس سے ان شیشوں کی طرف کر دو جو تار ایک
کو ٹھٹھی میں ہیں - تو اس کے عکس سے تمام شیشے چمک جائیں گے - ظاہر ہے کہ
پہلے شیشے میں نہ تو سورج اُتر کر آ گیا - نہ اس کا ٹکڑا کٹ کر شیشہ میں سما گیا - بلکہ صرف

یہ ہوا کہ پہلے نبی نے بلا واسطہ سورج سے روشنی حاصل کی اور باقی تمام نے اس
نشیست سے کہ اگر یہ پہلا شیشہ درمیان میں نہ ہو تو ساری کوٹھڑی والے شیشے ٹاٹ
اور اندھیرے رہ جاتیں۔ اس کی مثال یہ سمجھو کہ رب تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام
کے بارے میں فرمایا۔

وَإِذَا كُنْتَ تُشِيقُ فِیْهِ
مِن رُّوحٍ فَفَعَلْنَا لَكَ
سُلْجِدَیْنِ -

اور جب میں انہیں درست کر دوں
اور ان میں اپنی روح پھونک دوں تو
تم سب ان کے لئے سجدے میں گرجانا
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا :

وہ عیسیٰ علیہ السلام کے رب کی روح ہیں
اسی لئے عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ کہا جاتا ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ
آدم و عیسیٰ علیہما السلام اللہ کی روح کا ٹکڑا یا اجز ہیں یا خدا نے ان میں سرایت کی
ہے بلکہ بلا واسطہ ماں باپ یا بلا واسطہ اب انہیں رب نے روح بخشی۔ اسی طرح
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اللہ ہونے کے معنی یہ ہی ہیں کہ بلا واسطہ مخلوق
رب سے فیض پانے والے۔

(۶) ایک بے شخص محمدی۔ دوسری ہے حقیقت محمدیہ شخص محمدی اس جسم اطہر کا
نام ہے جو آدم علیہ السلام کی اولاد میں بی بی آمنہ خاتون سے ہے۔ تمام نبیوں
کے بعد دنیا میں جلوہ گر ہوا۔ جو اس عالم میں تمام رشتوں سے منسلک ہے بی بی آمنہ خاتون
کا نور نظر ہونا حضرت عائشہ صدیقہ کا میراج ہونا حضرت ابراہیم و طیب و طاہر و
فاطمہ زہرا کا والد نامدار ہونا یہ تمام رشتے اس شخص محمدی کی صفات ہیں ۛ

حقیقت محمدیہ صوفیا کی اصطلاح میں ذات مطلقہ کے پہلے تعین کا نام ہے
نشیبہ یوں سمجھو کہ مصدر کے پہلے تعین کا نام ماضی مطلق ہے جو مصدر سے بنا۔
تمام مشتقات اس ماضی مطلق سے بنے تو ماضی مطلق مصدر کا پہلا تعین ہے
اسی تمام مشتقات بعد کا تعین رب تعالیٰ مصدر تجلیات ہے اور حضور صلی اللہ
وہ وسلم ماضی مطلق یعنی رب کی پہلی تجلی اور باقی مخلوقات بعد کی تجلیوں کے مظہر
فلس محمدی کے بارے میں فرمایا گیا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

اور حقیقت محمدیہ کے بارے میں خود حضور علیہ صلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

ہم اس وقت میں ہی تھے جبکہ
آدم علیہ السلام آب دگل میں جلوہ گر تھے۔

حقیقت محمدیہ نہ اولاد آدم میں سے ہے نہ بشر ہے نہ شجرہ ہے نہ کسی کی
آپ نہ کسی کی اولاد بلکہ ہمارے عالم کی اصل ہے۔ ظاہر ہے کہ بشریت کی ابتداء
آدم علیہ السلام سے ہے اور حضور اس وقت نبی ہیں جب آدم علیہ السلام کا مخبر بھی
نہیں ہوا۔ اگر اس وقت اور اس حالت میں حضور بشر ہوں تو نہ آدم علیہ السلام
بشر رہتے ہیں نہ ابوالبشر۔

اب جو نبی کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ نبی وہ انسان ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ
نے شرعی احکام کی تبلیغ کے لئے بھیجا۔ یہ شخص نبی کی تعریف ہے حقیقت نبی کی
نہیں۔ حضور نبوت سے اس وقت موصوف ہیں جب انسانیت کا نشان بھی نہ
تھا کیونکہ ابھی پہلے انسان اور تمام انسانوں کے والد حضرت آدم علیہ السلام پیدا نہ

ہوئے تھے بلکہ انسان کیلئے ضروری چیزیں وقت و جگہ بھی نہ بنے تھے۔ حضور کی نبوت مکان و مکیں سے پہلے کی ہے۔

بادام کا پوست بھی بادام ہی کے نام سے پکارا جاتا ہے اور مغز بھی گند پوست کے اور احکام میں اور مغز کے دوسرے احکام۔ پھر مغز پوست میں ہے۔ اسی طرح حقیقت محمدیہ شخص محمدی میں جلوہ گر ہے۔ نور ہونا۔ بریان ہونا۔ رب کی دلیل ہونا اسی حقیقت محمدیہ کے نام اور اسی کے صفات ہیں۔ اس معنوں کو ثنوی شریف میں بہت شرح و بسط سے بیان فرمایا۔ اور مولوی اشرف علی صاحب نے نشر الطیب میں خوب اچھی طرح ثابت فرمایا ہے تفسیر روح البیان سورہ انف پارہ ۹ میں زیر آیت **هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ** فرمایا کہ تمام روحیں روح محمدی سے پیدا ہوئیں۔ لہذا حضور لواء الدواح ہیں۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف کی نورانیت جسمی بھی تھی کہ صحابہ کرام اور ارجح مطہرت نے اسی نورانیت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ چنانچہ ترمذی شریف نے شمائل شریف میں ہندو این ابی ہالہ سے ایک لمبی حدیث نقل کی ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
تَحْنًا يَتَلَا وَحَيْهَةً
كَتَلَا لَوْعَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْمَبْدُورِ

دارمی نے حضرت یحییٰ بن زبیر بن مودان صفر سے روایت کی۔
قَالَ كُنْتُ يَأْتِيَنِي لَوْعَةُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْمَبْدُورِ

سَلَّمَ كَوَدَّ يَكُونُ لَوْعَةِ الْقَمَرِ طُلُوعُ هَوْنًا وَكَيْفَتُهُ

اسی دارمی نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَخْلَجَ الثَّيْتَيْنِ إِذَا تَكَلَّمَ
لِي كَالْتَوَسُّ بِخُرُوجِ مِثْلَيْنِ تَتَابَعًا

بعض روایت میں ہے کہ اس روشنی سے رات میں سوئی تلاش کر لی جاتی تھی۔
سوزن گم شدہ ملتی ہے تبسم سے ترے
رات کو صبح بناتا ہے او عیال تیرا

ترمذی۔ احمد بیہقی۔ ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا۔
كَانَ الشَّمْسُ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ
مَوَاهِبَ لَيْلِيَّةٍ جَلَدًا وَلَيْلِيَّةٍ فِي نَهَائِهِ شَرِيفًا سَقَلُ كَيْفًا

مواہب لیلۃ جلد اول ۲۵۱ میں نہایت شریف سے نقل کیا۔
كَانَ الْمَجْدَارُ تَلَا حَيْكَةً وَجْهَهُ
فِي شَفْعِ عَبْدِ الْحَمِيدِ مَعْدَنُ دَهْلَوِي نَعْمَ مَرَجَ الْبَيْتَةِ جَلَدًا وَلَيْلِيَّةً فِي نَهَائِهِ شَرِيفًا

دعویٰ افتاد آل حضرت اسبابہ بر زمین حضور کا اسبابہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔

ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جسم اطہر کی نورانیت صحابہ کبار کو محسوس ہوتی تھی حضور کے چہرہ نور کو اسی لئے وہ سورج چاند بنا کر سمجھاتے تھے اسی طرح جسم کا اسبابہ نہ ہونا جسم اطہر سے ایسی خوشبو ظاہر ہونا کہ کوچے اور گلیاں

مہک جائیں یہ بھی نورانیت ہی کے باعث ہے معراج شریف میں جسم شریف کا آگ اور زمر رب کے کہ سے گزر جانا اور کچھ اثر نہ ہونا۔ آسمانوں کی سیر فرمانا جہاں

ہوا انہیں پھر زندہ رہنا۔ یہ اسی وجہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور
 یہ نورانیت جس سے بھی ہے عقلی بھی اسی طرح شرح صدر کے وقت سینہ مبارک
 سے دل نکال کر فرشتوں کا اسے دھونا اور پھر حضور کا زندہ رہنا اسی وجہ
 سے ہے کہ حضور نور ہیں ورنہ دل پر بخیر و اثر موت کا سبب ہوتا ہے۔ اب بھی
 بعض اولیاء اللہ حضور کے نور کو چشم سر دیکھتے ہیں جس کے یہ شواہد موجود ہیں
 اگر ان قواعد کا لحاظ رکھا گیا تو بہت فائدہ ہوگا اور اصل مسئلہ کے سمجھنے
 میں آسانی ہوگی۔ آج کل مخالفین یہ ہی کہہ کر لوگوں کو بہکا رہے ہیں کہ اللہ نور
 ہے۔ اگر حضور بھی نور ہوں تو آپ بھی رب ہو گئے کبھی کہتے ہیں کہ تم جو
 کہتے ہو کہ حضور اللہ کے نور سے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ حضور میں سما گیا یا اللہ
 کے نور کا ٹکڑا کٹ کر حضور کی ذات تیار ہوئی۔ کبھی کہتے ہیں کہ عیسائیوں
 نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانا اور تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا
 کا نور مانا۔ بیٹا ماننا اور نور ماننا ایک ہی ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ اگر حضور
 نور ہیں تو آپ کی ساری اولاد نور ہونی چاہیے کوئی سید انسان نہ ہونا
 چاہیے۔ اگر یہ قواعد خیال میں رہیں تو تمام سوالات خود بخود اٹھ جائیں گے
 (اس رسالہ کے دو باب کٹے جاتے ہیں۔ پہلے باب میں حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا۔ دوسرے باب میں حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم کا بے سایہ ہونا) ❖

پہلا باب

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے کے ثبوت میں۔ اس باب میں
 دو فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں مسئلہ نور کا ثبوت۔ دوسری فصل
 میں اس مسئلہ پر اعتراضات و جوابات

پہلی فصل

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہیں اور تمام مخلوق حضور کے نور
 سے ہے اس پر قرآنی آیات۔ احادیث تشریفہ۔ علماء دین کے اقوال خود
 دلوہندی دہا پیوں کے اقوال گواہ ہیں۔ دلائل ملاحظہ ہوں رب تعالیٰ ارشاد فرماتا،
 (۱) قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ
 کتابِ مُبِينٌ۔ (سورہ مائدہ پارہ ۶)

رب کے نور یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق جس میں
 چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ
 فانوس گویا ایک چمکنا ہوا ناں ہے۔

(۲) مَثَلُ نُورِهِ كَمِثْلُ نَوِّهِمَا مَضِجِ
 الْمَضْبَاحِ كَالنَّارِ جَاحِظَةٍ وَالنَّارُ جَاحِظَةٌ
 كَالنَّارِ كَوَكْبٍ ذَرِيٍّ۔
 (سورہ نور پارہ ۱۸)

پہلی آیت میں نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسے بغیر روشنی کتاب
 نہیں پڑھی جاسکتی ایسے ہی حضور کے بغیر قرآن نہیں سمجھا جاسکتا اور وہ رب کا

نور ہیں کہ کسی کے بجائے سچ نہیں سکتے جیسے سورج چاند وغیرہ۔ نیز ان کے نور کی پیمائش یا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جیسے سمندر کا پانی یا ہوا۔

دوسری آیت میں بھی اللہ کے نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ رب تعالیٰ کی مثال نہیں ہو سکتی۔ خود فرماتا ہے: **لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ**۔

اور یہاں اسی نور کی مثال دی جا رہی ہے اس سے مراد حضور نور ہیں صلی اللہ علیہ وسلم

اسے بنی امیہ کے ہم نے تم کو بھیجا حاضر ناظر اور غور و خجری دینا اور راسخا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا۔

اور چمکانے والا سورج۔ (سورہ احزاب پارہ ۲۲)

قرآن شریف نے سورج کو بھی دوسری جگہ سراج منیر فرمایا ہے کیونکہ وہ چمکتا بھی ہے اور چمکتا بھی ہے اور چاند تارے وغیرہ کو نور بھی بناتا ہے کہ وہ سب سورج ہی سے جگمگاتے ہیں۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سراج منیر فرمایا کہ حضور خود چمک رہے ہیں۔ اور صحابہ کرام اولیاء اللہ کو نور بنا رہے ہیں۔ کہ وہ سب حضور ہی سے جگمگا رہے ہیں۔

(۴) **يُجِيدُ ذُنَّ يُطْفِئُ أُنُورُ اللَّهِ**
يَا قُوا هِهْمُ وَاللَّهُ مُنِمْ قُورُ
وَكُورُ كُورُ كُورُ قُورُ

(سورہ صفت پارہ ۲۸)

(۵) **يُجِيدُ ذُنَّ اَنْ يُطْفِئُ قُورُ اَللّٰهِ**

يَا قُوا هِهْمُ وَيَا قُوا اَنْ يُجِيدُ
قُورُ (سورہ قمر پارہ ۱۰)

ان آخری آیتوں میں اللہ کے نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہو سکتے ہیں۔ کفار نے چاہا کہ حضور کو ختم کر دیں مگر رب تعالیٰ نے حضور کے ہر کام کو پورا فرمایا۔ ملا علی قاری نے موضوعات کبیر میں فرمایا کہ ان آیات میں اللہ کے نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پاک کا نور ہے۔

حضرات مفسرین کے اذاعات

(۱) تفسیر علامین شریف میں آیت نمبر ۱ کے تحت فرمایا: **يَعْنِي قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ**۔

نور سے مراد نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(۲) تفسیر صادی شریف میں اس آیت کے تحت ہے۔

قوله **هُوَ النَّبِيُّ**۔ اَيْ وَسَيِّدِي نُورٌ
لَا تَكُنْ يَتَوَسَّرُ الْبَصَائِدُ وَيَجِدُهَا
الرَّشَادُ وَلَا تَكُنْ أَصْلُ كُلِّ نُورٍ
حَسْبِي وَمَعْنَوِي۔

(۳) تفسیر غزل میں اسی آیت کے تحت ہے۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ يُعْصِي
عَمْرُودُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا

(صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے منہ سے بھاویں
اللہ نے مانے گا اگر اپنے نور کا پورا کرنا۔

یعنی اس آیت میں نور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سب نے انہیں نور اس لئے

سَمَاءَ اللَّهِ نُورًا كَأَنَّهُ يُهْتَدَى
بِهِ كَمَا يُهْتَدَى فِي الظُّلَامِ
بِالنُّورِ -

(۴) تفسیر بیضادی میں اس آیت کے تحت ہے -

وَقِيلَ يُرِيدُ بِالنُّورِ مُحَمَّدًا
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

(۵) تفسیر مدارک میں اسی آیت کے تحت ہے -

أَوِ النَّورِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِأَنَّهُ يُهْتَدَى بِهِ كَمَا سُبْحَى
سِرَاجًا -

(۶) تفسیر ابن عباس تنویر المقیاس میں اسی آیت کے تحت ہے -

فَقَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَرَسُولٌ
يُصْرِئُكُمْ -

(۷) تفسیر روح البیان شریف میں اسی آیت کے تحت ہے -

وَقِيلَ الْمُرَادُ بِالْأَوَّلِ هُوَ الرَّسُولُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّارِ فِي
الْقُرْآنِ -

(۸) اسی روح البیان میں آیت -

هُوَ النَّورُ جَعَلَ اللَّهُ لَهُ

أَفَأَمَرَ سَلَكُهُ إِلَى الْخَلْقِ -

(۹) تفسیر بیضادی نے اسی آیت کے ماتحت فرمایا -

يُتَبَسُّ مِنْ نُورِهِ أَنْوَارُ
الْصَّائِرِ -

اسی کے قریب تفسیر خازن وغیرہ میں بھی ہے -

(۱۰) تفسیر خازن نے آیت کے ماتحت مثل نورہ کی تفسیر میں فرمایا

قِيلَ قَدْ أَتَى هَذَا التَّشْبِيلَ لِقَوْلِ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
هَلْ أَبْنُ عَمَّاسٍ لِلْعَبِ الْأَحْيَا
أَخْبُونِي عَنْ قَوْلِهِ نَعَالِي -

مَثَلُ نُورِهِ كَمَا تَشْكُوهُ قَبِيهَا
مُصْبِحًا قَالِي كَعَبٌ هَذَا مَشْرُ
مَرْكَبُهُ اللَّهُ تَعَالَى لِيَتَبَيَّنَ صَلَّ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالْمَشْكُوهُ

صَدْرُهُ وَالْمَرْجَا حَاجَةُ قَلْبِهِ
وَالْمُصْبِحُ قَبِيهِ النَّبِيُّ تَوْفِدُ
مِنْ تَعْبُدُهُ مِمَّا كُنْتُ هِيَ كَتَبَتْ
النَّبِيَّةَ يَكُونُ نُورٌ مُحَمَّدٌ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَّا يَتَبَيَّنُ لِلنَّاسِ وَتَوَكَّلْ كَلَامُ

خلق کی طرف سے بھیجا -

(۹) تفسیر بیضادی نے اسی آیت کے ماتحت فرمایا -

حضور کے نور سے بصیرت کے
نور حاصل کئے جاتے ہیں -

اسی کے قریب تفسیر خازن وغیرہ میں بھی ہے -

(۱۰) تفسیر خازن نے آیت کے ماتحت مثل نورہ کی تفسیر میں فرمایا

کہا گیا ہے کہ اس آیت میں حضور کے
نور کی مثال دی گئی عبد اللہ ابن عباس
نے کعب احبار سے اس آیت مثل
نورہ کے بارے میں پوچھا تو کعب

احبار نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ
مثال اپنے نبی کی دی ہے پس طاق
تو حضور کا سینہ ہے اور نالوس
حضور کا دل مبارک ہے اس میں چراغ نور اور چو

مبارک نور کا درخت ہے یعنی قریب ہے
کہ نور محمدی جسک ہمارے لوگوں
پر ظاہر ہر ماہ سے - اگر سید

حضور کلام بھی نہ کریں -

(۱۱) تفسیر روح البیان شریف میں آیت جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِّنْكُمْ تَقْبَلُونَ
کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ تمہارا
عمر کتنی ہے عرض کیا کہ یہ تو مجھے خبر نہیں۔ اس آیت جانتا ہوں کہ چونکہ
حجاب میں ایک نامہ سنتر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا اس کو میں نے بہت
بہتر دفعہ چمکتے دیکھا تو فرمایا کہ اے جبرئیل قسم رب کی وہ نامہ ہم ہی ہیں
اور رب نے حضور کا نور حضرت آدم کی پشت میں امانت رکھا۔ تفسیر
روح البیان کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نور محمدی حضرت جبرئیل سے
پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ جسکے آسمان و زمین چاند و سورج کچھ نہ تھے۔

احادیث شریفہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کا نور ہونے پر بے شمار احادیث
وارد ہیں جن میں سے کچھ بطور اختصار پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) عبدالرزاق نے اپنی مسند میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
کی۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے
خبر دیجئے کہ سب انبیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا پیدا فرمایا۔ آپ نے
فرمایا کہ اے جابر اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور
اپنے نور سے پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الہی سے جہاں اللہ کو منظور ہوا
کرتا رہا اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت نہ دوزخ نہ فرشتے تھے۔ نہ آسمان

و زمین نہ چاند تھا نہ سورج۔ نہ جن تھے نہ انسان۔ پھر جب رب تعالیٰ نے مخلوق
پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے۔ ایک حصہ سے قلم و دوسرے سے
روح محفوظ۔ تیسرے سے عرش وغیرہ پیدا فرمایا۔ چہریت پرست اور ازبے۔ یہ
حدیث امام بیہقی نے دلائل النبوة میں روایت کی اور بڑے ائمہ دین نے اس
حدیث کی اسناد پر اعتماد کیا۔ جیسے امام عسقلانی نے مواہب میں امام ابن
کثیر نے فضل القرنی میں اور علامہ قاسمی نے نطالع المسرات میں اور علامہ
رقافی نے شرح مواہب میں اور علامہ شیخ عبدالحق نے مدارج النبوة میں (۱) اور
(۲) احادیث بیہقی اور حاکم نے صحیح اسناد سے حضرت عریض ابن ساریہ سے
روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں رب تعالیٰ کے نزدیک
نامہ النبیین ہو چکا تھا۔ حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام اپنے خیمہ میں حبسہ گد
تھے۔ (مشکوٰۃ)

(۳) ترمذی شریف امام احمد۔ حاکم اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور البیہقی
نے حلیہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی اور حاکم نے اس روایت کو صحیح
کہا کہ ایک بار صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کے لئے نبوت کس وقت ثابت
ہوئی۔ فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔
(۴) احکام ابن القطان نے حضرت امام زین العابدینؓ سے۔ انہوں نے اپنے
والد امام حسینؓ سے انہوں نے اپنے والد حضرت علیؓ ابن ابی طالبؓ سے روایت
کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ
ہزار برس پہلے اپنے رب کے حضور میں ایک نور تھے۔

(۱۵) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب اعلیٰ میں رسول ابن صالح ہمدانی سے روایت کیا کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو آخر میں مبعوث ہوئے سب نبیوں پر مقدم ہونا کیسے ہوا تو امام علی نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے نوحی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو ميثاق کے لئے نکالا اور سب سے پہلے اقرار لینے کے لئے فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب سے پہلے جواب میں جی ہاں حضور نے فرمایا۔

(۱۶) حضرت عباس نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ نعت شریف پڑھنے کی اجازت دیجئے۔ سرکار نے فرمایا۔ ہاں پڑھو تو انہوں نے ایک اچھا قصیدہ پڑھا جس میں دروغ بھی تھے۔

وَأَنْتَ لَمَّا وَلَدْتَ الْأَمْرَ مِنْ دُخَانٍ يَنْوَرُ كَمَا الْأَشْفَقُ
جَبَّ أَبٌ بِأَبٍ جُزْءٌ نَآبٍ كَے نَورِے زَمَیں اُور کُنارَہُ آسَمَانِ چمک گئے
فَخَضَّ بِقِيٍّ ذَا الْهَيْكَلِ الضَّيَاءِ وَفِي الْوُجُوهِ الْمَسْبُورِ
تَوَهَّمُ أَلْسِنُ نَورِ اُور دُشَنِ مَیں ہیں اُور اُس سے ہر اُت گئے کُترے ہیں
ان تمام روایات کو مولوی اثر اللہ علی صاحب نے اپنی کتاب نشر الطیب میں بہت وضاحت اور شرح سے نقل کیا ہے۔ مواہب لدنیہ شریف میں بھی ان روایات کو نقل فرمایا۔

(۱۷) مواہب لدنیہ شریف جلد اول میں ہے کہ امام ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا تو ان کے جسم سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی سے چمکتا تھا حضور

المطلب اس وقت ایسے مقبول دعا تھے کہ مکہ والے ان کو سامنے رکھ کر پیش کی دعا کرتے تو فوراً بارش آتی تھی۔ اس نور کی وجہ سے ابراہیم کے پیروں نے عبدالمطلب کو سجد کیا۔

(۱۸) ابو نعیم نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ شب ولادت میں آمنہ خاتون کا گھر حوران ہشتی سے بھر گیا۔ حضرت آسیہ اور پی پی مریم بھی حاضر ہوئیں اور آمنہ خاتون نے یہاں اللہ پاک کے وقت ایسا نور بھی دیکھا کہ مشرق و مغرب ان پر ظاہر ہو گئے پھر حضور پیدا ہوئے اور پیدا ہونے ہی سجدہ فرمایا۔ مواہب لدنیہ شریف ص ۱۷۱

بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا ثابت ہی احادیث سے ثابت ہے۔ یہاں بطور نمونہ بہت تھوڑی پیش کی گئیں اور کچھ احادیث مقدمہ میں عرض کی جا چکی ہیں۔

حضور کے نور ہونے کے متعلق علماء اسلام کے ایشاوات

ہمیشہ سے امت مسلمہ کا یہ متفقہ عقیدہ رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رب کا نور ہیں اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہ ہوا۔ اکابر امت کے کچھ اقوال بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اشعار ہم احادیث کے سلسلہ میں عرض کر چکے ہیں انہوں نے حضور کو نور فرمایا اور وہ اشعار خود حضور نور صلی اللہ

علیہ وسلم کی بارگاہ شریف میں پڑھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ اعتراض فرمایا
(۲) حضرت ابوسرہ رضی اللہ کا قول ہم مقدمہ میں عرض کر چکے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور میں سورج جیسی چمک تھی۔

(۳) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی مقدمہ میں عرض کیا
جا چکا کہ حضور کے دانت سہارک سے نور نکلتا ہوا معلوم ہوا تھا۔

(۴) حضرت ہند ابن ابی مالہ کا قول بھی مقدمہ میں گذر چکا کہ حضور کا چہرہ
انور ایسا متور تھا جیسے چودھویں رات کا چاند۔

(۵) حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کا قول بھی مقدمہ میں گذر چکا کہ
وہ فرماتی ہیں اگر تم انہیں دیکھتے تو ایسا معلوم کرتے کہ سورج نکل رہا ہے۔

(۶) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوة جلد
اول باب پنجم میں فرماتے ہیں۔

وچوں آں حضرت عین نور باشند
نور اسایہ نمی باشند۔
چونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بالکل
سرایا نور تھے تو نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

(۷) مولانا علی قاری موضوعات کبیر میں ص ۱۰۰ پر فرماتے ہیں۔

دَا مَا نُورٌ لَا عَلَیْهِ السَّلَامُ دَهْرًا
فِي غَايَةِ مَنَ الظُّهُرِ شَرْفًا وَ
عَرَاءً وَ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورًا
وَسَمَّا فِي كِتَابِهِ نُورًا۔
لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور
دہ مشرق و مغرب میں انتہائی طور پر
چمک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں
اپنی کتاب میں نور فرمایا۔

(۸) یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری اسی موضوعات میں اسی جگہ فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ آسمانوں
اور زمین کا نور ہے اس اللہ کے نور
کی مثال یہ اللہ کا نور حضور کا دل ہے

(۹) امام یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ نصیبہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

یا حبیب اللہ آپ بزرگی کے سورج ہیں۔

اور سارے نبی حضور کے تارے ہیں جو حضور

کا ہی نور اندھیریوں میں لوگوں میں

پھیلاتے ہیں۔

(۱۰) امام جلال الدین رومی قدس سرہ العزیز شنی شریف میں فرماتے ہیں۔

اللہ کے نور کا سایہ بھی نور ہوتا ہے

جو خدا سے دُور ہوں انکا سایہ بھی دور ہے

جو ہم کھاتے ہیں اس سے پلیدی نکلتی ہے

جو حضور کھاتے ہیں وہ سب کا نور بنتا ہے

(۱۱) امام احمد ابن محمد قسطلانی قدس سرہ مواہب لدنیہ شریف جلد اول

۹ میں فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آدم اپنا سر اٹھا تو

انوں نے اپنا سر اٹھا یا تو عرش کے پیریں

میں ایک نور دیکھا عرض کی اے مولانا نور

کیسا ہے فرمایا یہ نور ایک نبی کا ہے جو

اللہ تعالیٰ نورہ السَّلَامَاتِ وَ
نُورِ عَلٰی مِثْلِ نُورِ
نُورِ مُحَمَّدٍ۔

(۱۲) امام یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ نصیبہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

یا حبیب اللہ آپ بزرگی کے سورج ہیں۔

اور سارے نبی حضور کے تارے ہیں جو حضور

کا ہی نور اندھیریوں میں لوگوں میں

پھیلاتے ہیں۔

(۱۳) امام جلال الدین رومی قدس سرہ العزیز شنی شریف میں فرماتے ہیں۔

اللہ کے نور کا سایہ بھی نور ہوتا ہے

جو خدا سے دُور ہوں انکا سایہ بھی دور ہے

جو ہم کھاتے ہیں اس سے پلیدی نکلتی ہے

جو حضور کھاتے ہیں وہ سب کا نور بنتا ہے

(۱۴) امام احمد ابن محمد قسطلانی قدس سرہ مواہب لدنیہ شریف جلد اول

۹ میں فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آدم اپنا سر اٹھا تو

انوں نے اپنا سر اٹھا یا تو عرش کے پیریں

میں ایک نور دیکھا عرض کی اے مولانا نور

کیسا ہے فرمایا یہ نور ایک نبی کا ہے جو

عنبہ وسلم کی بارگاہ شریف میں پڑھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ عترتیں فرمایا
(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کا قول ہم مقدمہ میں عرض کر چکے کہ حضور انور
صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور میں سورج جیسی چمک تھی۔

(۳) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان بھی مقدمہ میں عرض کیا
جا چکا کہ حضور کے دانت مساک سے نور نکلتا ہوا معلوم ہوا تھا۔

(۴) حضرت ہند ابن ابی ہانہ کا قول بھی مقدمہ میں لکھ چکا کہ حضور کا چہرہ
انور ایسا متور تھا جیسے چودھویں رات کا چاند۔

(۵) حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کا قول بھی مقدمہ میں لکھ چکا کہ
وہ فرماتی ہیں اگر تم انہیں دیکھتے تو ایسا معلوم کرنے کے سورج نکل رہا ہے۔

(۶) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوة جلد
اول باب پنجم ص ۱۱۱ میں فرماتے ہیں۔

وچوں آں حضرت عین نور باشند
نور را سایہ نمی باشند۔

(۷) مولانا علی قاری موضوعات کبیرہ میں ص ۱۱۱ پر فرماتے ہیں۔

وَمَا كُنْزُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَهَمَّ
فِي غَايَةِ مَنَ الظُّهُورِ شَرْفًا وَ
حَرَامًا وَ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورًا
وَمَسَامًا فِي كِتَابِهِ نُورًا۔

(۸) یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری اسی موضوعات میں اسی جگہ فرماتے ہیں

قَالَ تَعَالَى اللَّهُ نُورُ الْمَسْعَاتِ وَ
نُورُ مَنِي عَالِي مِثْلِ نُورِهِ اِی
سَلْبِ مُحَمَّدٍ۔

(۹) امام یوسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ نصیبہ دبرہ شریف میں فرماتے ہیں۔
یا حبیب اللہ آپ بزرگی کے سورج ہیں۔

اور سائے فی حضور کے سائے ہیں جو حضور
کا ہی نور اندھیروں میں لوگوں میں
پھیلاتے ہیں۔

(۱۰) امام جلال الدین رومی قدس سرہ العزیز ثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

کس نور حق ہمہ نوری بود
کس دوماز حق ہمہ دوری بود

ایں خورد گرد پلیدی زین جدا
آں خورد گرد دہمہ نور خدا

(۱۱) امام احمد ابن محمد قسطلانی قدس سرہ مواہب لدنیہ شریف جلد اول
۹ میں فرماتے ہیں۔

قَالَ تَعَالَى يَا آدَمُ ارْفَعْ رَأْسَكَ
فَرَفَعَهُ رَأْسُهُ فَرَأَى نُورًا مُحَمَّدِي

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
سَاعَةِ الْعَاشِ فَقَالَ يَا دَبَّ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ آسمانوں
اور زمین کا نور ہے اس اللہ کے نور
کی مثال یہ اللہ کا نور حضور کا دل ہے

یا حبیب اللہ آپ بزرگی کے سورج ہیں۔
اور سائے فی حضور کے سائے ہیں جو حضور

کا ہی نور اندھیروں میں لوگوں میں
پھیلاتے ہیں۔

اللہ کے نور کا سایہ بھی نور ہوتا ہے
جو خدا سے دور ہوں انکا سایہ بھی دور ہے

جو ہم کھاتے ہیں اس سے پلیدی نکلتی ہے
جو حضور کھاتے ہیں وہ خفا کا نور بنتا ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدم اپنا سر اٹھا تو
انہوں نے اپنا سر اٹھایا تو عرش کے پڑوں

میں ایک نور دیکھا عرض کی اے مولایہ نور
کیسا ہے فرمایا یہ نور ایک نبی کا ہے جو

میں ایک نور دیکھا عرض کی اے مولایہ نور
کیسا ہے فرمایا یہ نور ایک نبی کا ہے جو

میں ایک نور دیکھا عرض کی اے مولایہ نور
کیسا ہے فرمایا یہ نور ایک نبی کا ہے جو

مَا هَذَا النُّورُ قَالَ هَذَا النُّورُ نَبِيٌّ
مِنْ دَرَجَاتِكَ اسْمُهُ فِي السَّمَاوِ
أَحْمَدُ وَفِي الْأَرْضِ مُحَمَّدٌ تَوَلَّاهُ
مَا خَلَقْتُكَ وَلَا خَلَقْتُ نَبِيَّكَ
وَلَا آدَمَ

تمہاری اولاد میں سے ہوں گے ان
نام آسمان میں احمد اور زمین میں
محمد ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو نہ ہم
تمہیں پیدا کرتے نہ آسمان
زمین کو۔

(۱۲) یہی امام احمد ابن محمد قسطلانی اسی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔
إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمَّا خَلَقَ نُورًا
نَبِيًّا مَحْمُودًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَمَرَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى
أَنْوَارِ الْأَنْبِيَاءِ وَفَضَّلَهُمْ مِنْ
كُلِّ نَبِيٍّ كَمَا نَظَرَ اللَّهُ بِهِمْ
فَقَالَ يَا أَيُّهَا مَنْ عَشِيْبَتِ الْأَوَّلَى
فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى هَذَا نُورُ
مُحَمَّدٍ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ
أَعْنَهُ عَلَيْهِ جَعَلْنَا نَسَبَهُ

(۱۳) علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ حدیث حلبیہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔
اللہ نے حضور کو اس نور سے پیدا
کیا جو عین ذات الہی ہے۔

لَمَّا خَلَقْتَ إِسْرَاحِيلَ الْحَقِ
تَعَالَى بِأَيِّ جِدَادٍ خَلَقَهُ إِسْرَاحِيلُ
الْحَقِيقَةُ الْمَحْمُودَةُ مِنْ
الْأَسْمَاءِ الْمَحْمُودَةِ فِي الْحَضَرَةِ
الْمَحْمُودَةِ ثُمَّ مَلَاحَ مِنْهَا الْعَرَامَةُ
فَلَمَّا خَلَقَهَا وَسَيَّلَهَا

(۱۴) امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں۔
جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو
پیدا کرنا چاہا تو صمدی نوروں
سے ذات خاص نے حقیقت
محمدیہ کو ظاہر فرمایا۔ پھر اس
سے نسام عالم علوی و سفلی
نکالے۔

(۱۵) مطالع المراتب شرح دلائل الخیرات میں ہے۔

فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّهُ تَعَالَى
لَيْسَ كَالْأَنْوَارِ دَرَجَاتُ
النَّبِيِّينَ الْمَحْمُودَةِ لِمَعْدَةٍ
مِنْ خَلْقِهِ وَالْمَلَائِكَةُ شَرَاءُ تِلْكَ
الْأَنْوَارِ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ
نُورًا هُوَ نُورُ مُحَمَّدٍ خَلَقَ
كُلَّ شَيْءٍ وَغَيْرَهُ مِمَّا فِي مَعْنَاهُ

امام ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں
اللہ تعالیٰ نور ہے مگر دوسرے نوروں
کی طرح نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی روح شریف اس نور کی تابلیش ہے
اور فرشتے ان نوروں کے پھول
ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہیں سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا
میرے نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔

اس کے علاوہ اور بھی حدیثیں ہیں جن کا مستعمل ایک ہی ہے۔

(۱۶) علامہ شاہ عبدالغنی نابلسی حلیقہ ندیہ شرح طریقہ حمیدیہ میں فرماتے ہیں۔
ہر چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور
فَقَدْ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ نُورِهِ

صلی اللہ علیہ وسلم کما
در مذہب الحدیث الصّحیح
سے بتائی گئی۔ جیسا کہ حدیث
صحیح میں وارد ہوا۔

خود علماء دیوبند کے اقوال

(۱) دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی کتاب
نشر الطیب کے مضمون کو اس طرح شروع فرماتے ہیں۔
پہلی فصل نور محمدی کے بیان میں۔ اس فصل میں نور کی تمام وہ چیزیں
تحریر فرماتے ہیں جو ہم احادیث میں بیان کر چکے اس ضمن میں فرماتے ہیں۔
فت۔ اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا یا ولایت حقیقہ ثابت
ہوا۔ کیونکہ جن میں انبیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے۔
ان انبیاء کا نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص
ہے۔ (انتہی)

اس میں مولوی صاحب موصوف نے دو چیزیں تسلیم کیں۔ ایک تو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا۔ دوسرے حضور کے نور کا تمام
مخلوق سے پہلے ہونا۔ اور ہر چیز کا آپ کے نور سے نور بنتا بھی
مولوی صاحب مذکور نے اس کتاب میں اس جگہ تسلیم کیا ہے۔
دیکھئے موجودہ دیوبندی دہائی اپنے ان پیشوا پر کیا فتویٰ لگاتے
ہیں۔

یہی مولوی اشرف علی صاحب اپنی کتاب تلح الصدور میں فرماتے ہیں

اشراع بے نظیر لا شوید
نہ پیش نور من رسوا شوید
یہی مولوی اشرف علی صاحب اپنی اسی کتاب تلح الصدور میں دوسری
جگہ خود فرماتے ہیں۔ ثمر

نبی خود نور اور قرآن ملا نور
نشاہ عبد الرحیم صاحب یعنی شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد اپنی
کتاب الفاس رحیمہ میں فرماتے ہیں۔

العرش تا یفرش دلا کھ علوی د
ہنس سفلی مہ ناشی ازاں حقیقتہ محمدیہ
است و قول رسول مقبول اول ما
خلق اللہ نور فی خلق اللہ ما خلق اللہ
من نوری و قول لولاک لما خلقت
الافلاک و قولہ لولاک لما اظہرت
الربوبی۔

امام طائفہ دیوبندیہ دیابہ مولوی اسماعیل دہلوی اپنی کتاب
منصب امامت میں فرماتے ہیں ص ۱۶

کہ اے میکہ بے بصراست البتہ
النور افشان اولے خبر است۔

یہی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اپنی اسی کتاب منصب امامت

میری ہمیشہ اشراع کے آگے فنا و گم ہو جاؤ
نہیں تو میرے نور کے آگے رسوا ہو جاؤ گے
یہی مولوی اشرف علی صاحب اپنی اسی کتاب تلح الصدور میں دوسری

نہ ہو چکر ملے کیوں نور علی نور
نشاہ عبد الرحیم صاحب یعنی شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد اپنی

نرش سے عرش تک اور اعلیٰ فرشتے سفلی
کی جنس سب کی سب حقیقتہ محمدیہ سے
پیدا ہیں۔ حضور کا فرمان ہے سب سے
پہلے اللہ نے میرا نور پیدا کیا اور
اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو
پیدا نہ کرتا اگر آپ نہ ہوتے تو میں
اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔

ماں جو اندھا ہے وہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے نور افشاں سے بے خبر ہے

یہی مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اپنی اسی کتاب منصب امامت

میں دوسری جگہ فرماتے ہیں۔
اما نزل برکت پس بیا نش آنکہ
وجود انبیاء بمشابه
آفتاب عالم تاب است
کہ چوں نور او در تمام عالم
منتشر شود لا بہ ظلمت شب
بدر رود۔

لیکن برکت کا نازل ہونا تو
اس کا بیان یہ ہے۔
کہ حضرت انبیاء کا وجود دنیا کو
چمکانے والے سورج کی طرح ہے
کہ جب اس کا نور دنیا میں پھیلتا
ہے تو رات کی تاریکی دور ہو جاتی ہے
مولوی حسین احمد صاحب اپنا اور اپنے تمام دیوبندی علماء کا
عقیدہ اپنی کتاب الشہادت الثاقبہ میں صفحہ پر یوں بیان
فرماتے ہیں :

ہمارے حضرات اکابر کے اقوال و عقائد کو ملاحظہ فرمائیے۔
یہ جملہ حضرات ذات حضور پر نور علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور
ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الہیہ و سراب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد
لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے اب تک
جو جو جنین عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی عام ہے کہ وہ نعمت
وجود کی ہو یا اور کسی قسم کی ان سب میں آپ کی ذات
پاک اسی طرح پر واقع ہوئی ہے کہ پہلے آفتاب سے نور
چاند میں آیا۔ اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں غرضیکہ
حقیقت محمدیہ واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیان ہے۔ غرضیکہ

کمالات محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ واسطہ جملہ کمالات
عالم و عالمیان ہے۔ یہ ہی معنی لولا کہ لا خلقت الا فلک اور
اول ما خلق اللہ نوری اور انا نبی الانبیاء کے ہیں۔
(۲) دیوبندیوں کے پیشوا و مطلق مولوی رشید احمد صاحب
اپنی کتاب امداد السلوک کے صفحہ ۵۵ پر فرماتے ہیں۔

اگرچہ جیسا کہ حق تعالیٰ در
شان حبیب خود صلی اللہ
علیہ وسلم فرمودہ کہ البتہ
آمد نزد شما از طرف حق
تعالیٰ نور و کتاب مبین و
مراد از نور ذات پاک حبیب
صلی اللہ علیہ وسلم است
و نیز او تعالیٰ فرماید کہ اسے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ترا
شاہد و مبشر و نذیر و داعی
الی اللہ تعالیٰ و سراج منیر
فرستادہ ایم و مبشر و نذیر کنندہ
و نور دہندہ را گویند۔

اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے
حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان
میں فرمایا کہ تمہارے پاس حق
تعالیٰ کی طرف سے نور اور کتاب
مبین آئے نور سے مراد حبیب خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک
ہے نیز حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ
اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم نے
آپ کو گواہ اور بشیر و نذیر اللہ
کی طرف بلائے والا اور چمکانے والا
سورج بنا کر بھیجا۔ مبشر و نذیر
کرانے والے اور نور دینے والے
کو کہتے ہیں۔

اس عبارت میں مولوی رشید احمد صاحب نے تین باتیں فرمائیں۔

ایک یہ کہ حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا نور ہیں۔ دوسرے یہ کہ آیت کریمہ
 قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝ میں نور سے مراد حضور صلی
 اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تیسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرت نور ہی نہیں بلکہ
 منیر یعنی نور گر ہیں۔ کہ اپنے متبیین غلاموں کو نور بنا دیتے ہیں حضور سورج ہیں
 کہ رات میں چاند تاروں کو اور دن میں ذرّوں کو چمکا دیتے ہیں۔ اب کسی دیوبندی
 کو حق نہیں کہ ان تین چیزوں کا انکار کرے کیونکہ ان کے پیشوا بادی مطلق
 برحق نے یہ سب کچھ مان لیا۔

(۳) یہ ہی مولوی رشید احمد صاحب اپنی اسی کتاب اہلداد السلوک کے
 صفحہ ۸۶ پر فرماتے ہیں۔

و حضرت صلوة اللہ علیہ فرمودہ
 کہ حق تعالیٰ مرا از نور خود پیدا
 فرمود۔ و مومنین از نور من پیدا
 فرمود۔

(۴) یہ ہی مولوی رشید احمد صاحب اسی اہلداد السلوک کے اسی صفحہ
 پر کچھ آگے یوں فرماتے ہیں۔

آن ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم
 ہم از ہلہ اولاد آدم اند کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم خود را چنان مظهر فرمود
 کہ نور خالص گشتہ و حق تعالیٰ انرا بخراب

الفرمود و تو انرا ثابت شد کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نداشتند و
 ظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام
 خالص می دارند۔

اس عبارت میں مولوی صاحب نے دو چیزیں مانیں۔ ایک یہ کہ حضور نور صلی
 اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ رب نے انہیں نور کہا۔ دوسرے یہ کہ حضور نور صلی اللہ علیہ وسلم
 کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا۔ یعنی ان کی نورانیت بعض وجوہ سے محسوس بھی تھی۔

حضور کے نور ہونے پر اور بہت سے دلائل قائم کئے جاسکتے ہیں مگر میں
 اسی بر قناعت کرتا ہوں ماننے والے کو اتنے ہی کافی ہیں۔ ضدی کے لئے دفتر
 بھی کافی نہیں۔

عقلی دلائل

عقل بھی چاہتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود رب تعالیٰ کا نور ہیں
 آپ کا ہر عند و شریف نور۔ آپ کا ہر حال شریف نور ہے۔ دلائل حسب
 ذیل ہیں :

(۱) نور وہ نور ہے جو خود ظاہر ہو۔ دوسروں کو ظاہر کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم خود تو ایسے ظاہر کہ انہیں بحر و بر خشک و شجر و حجر آسمان کا ہر تار و زین کا
 ہر ذرہ پہچانتا ہے انسان انہیں جانیں۔ جانور انہیں پہچانیں۔ کتہ ان کا کلمہ
 پڑھیں۔ پتھر ان کی گواہی دیں۔ غرضیکہ خود ایسے چمکے کہ کسی سے چھپ نہ سکے اور

دوسروں کو ایسا چمکایا کہ جس کو ان سے نسبت ہو گئی وہ چمک گیا۔ مدینہ منورہ کی گلیوں
حضور سے چمکیں۔ مکہ معظمہ کے کوچہ بازار کو بے غطرہ کے درو دیوار نقش و نگار ان سے
جگمگاتے۔ انہیں کے صدقہ سے حلیمہ دانی کی عظمت کے دنیا گیت گاہی ہے۔
انہیں کے طفیل سے حضور کی نسل کی بزرگی کے خطبے پڑھے جارہے ہیں۔ بلکہ ایک
لکھ چوبیس ہزار منیروں میں سے جن کو حضور نے ظاہر کیا وہ تو ظاہر ہو گئے باقی تمام
چھپ گئے۔ بلکہ خود خدا تعالیٰ کی ذات صفات کو ہم نے حضور ہی سے پہچانا۔ ہاری
عقول کی رسائی اس تک ناممکن تھی غرضیکہ نور کے معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں
کامل طور پر موجود ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کامل نور ہیں۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں یقیناً قبول ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے
وَلَا تَقْرَأُ الْكِتَابَ طَبِيعَتَكَ لَقَدْ خَلَقْنَا رِبًّا أَكْبَرًا إِنَّمَا كَانَ قَوْلَكَ رَبِّهِ بِأَنَّكَ فَتَنُكَ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْقَى دَعَاكَ تَقْبَلُ اللَّهُ مَا جَعَلَنِي نُورًا خَدَايَا نَحْنُ لَوْ كَرِهْتَ بَنَاءُ يَب
دعا قبول ہوتی یا نہیں ضرور ہوتی۔ تو لامحالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہوئے۔

(۳) انسان کا جسم خاکی ہے اور روح لدی۔ رب فرماتا ہے۔ قُلِ الشُّرُوعُ
مِنْ أَهْلِ بَرَقِي۔ یعنی اسرائیل پاؤں سے اٹھ کر دو کہ روح رب کے امر سے ہے یعنی
عالم امر کی ایک مخلوق ہے۔ اور عالم امر نور ہے۔ مقبول کے روح کی
نورانیت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ جسم نور بن جاتا ہے۔ اس لئے بعض
اولیاء اللہ کے جسم میں بعض وقت نور سے اثر نہ کیا۔ آہ پار ہو گئی۔ بعض
اولیاء نے کئی ماہ تک کھانا پانی استعمال نہ کیا۔ فناوی حدیث باب النورانیہ
علامہ ابن حجر حضرت محمد الدین ابن عربی قدس سرہ العزیز کے متعلق فرماتے ہیں۔

آپ تین حدیث تک ایک ہی
حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مبارک جماعت کے مزار
پر بیٹھا ہیں۔ حضور کا نور روحانی جسمیت پر ایسا خالص ہے کہ جسم
نور ہی ہو چکا ہے۔

(۴) روایات سے ثابت ہے کہ حضور کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا جیسا کہ
دوسرے باب میں انشاء اللہ آگے گا۔ اور کثیف چیز کا یقیناً سایہ ہوتا ہے
لہذا کہ حضور نور ہیں۔ کثافت حضور کے قریب بھی نہیں۔

(۵) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات آگ کے گرہ اور نہر
کے گزرے۔ اور پھر دہل پہنچے جہاں مکان بھی ختم ہو چکا تھا یعنی لامکان
کے مابین ہوئے اور ظاہر ہے کہ جسم آگ سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور مکان
کا حاتمند ہوتا ہے معلوم ہوا کہ اس رات نورانیت کی جلوہ گری تھی۔

(۶) کوئی انسان بغیر ہوا کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور معراج کی رات حضور
اور جہاں تشریف لے گئے۔ وہاں ہوا کا نشان نہ تھا۔ پھر وہاں زندہ ہے
اس سے معلوم ہوا کہ حضور نور ہیں۔

(۷) اگر انسان کے دل پر ذرا سی ٹھیس لگ جائے تو موت واقع ہو
جاتی ہے۔ مگر فرشتوں نے حضور کے دل مبارک کو سینہ انور سے نکالا
اسے چیر کر نور سے پھرا مگر زندگی تشریف باقی رہی معلوم ہوا کہ حضور نور
ہیں اور آپ کی زندگی میں نورانیت ہے۔

(۸) وصال کے روز سے حضور نے منواتر کئی کئی روز تک اس طرح کہ بیچ میں بالکل افطار نہ فرمایا۔ اس کے باوجود بھوک پیاس کا کوئی نہ ہوا۔ اگر ان کی زندگی شریف ہماری طرح بالکل جسمانی ہوتی تو کھانے پینے سے ایسے بے نیاز نہ ہوتے۔ حضور کا نور اب بھی بعض اولیاء کے دل و ملت ان آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ مولانا جامی فرماتے ہیں۔

گرچہ صدر علمہ دُورم ز بہ پیش نظر م
وَجْهَهُ فِي نَظَرِي كُلِّ غَدَّائٍ وَغَشِي

بعض اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک آن میں آپ کا نور دیکھوں تو اپنے آپ کو مرند ہونے کا فتویٰ دے دوں۔ اور بیت چیتیں ایسی ہیں جنہیں ہم نہیں دیکھتے۔ مگر نہ دیکھنے والوں سے سن مان لیتے ہیں۔ اندھا اگرچہ سورج کو نہیں دیکھتا مگر آنکھ والوں سے سن کر سورج اور اس کے نور کو مان لیتا ہے۔ ہم کو بھی چاہیے کہ اگر حضور کا نور اپنی کمزوری سے ان آنکھوں سے نہ دیکھ سکیں۔ تو کان سے سن مان لیں

(۹) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات ہزاروں سال کا ایک آن میں طے فرمایا۔ یہ جسم کثیف اتنا دُور دلائے سفر اتنی تھوڑی مدت میں طے نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوا کہ حضور نور ہیں۔ اور جیسے کہ نور نظر ہمارا نور خیال آنا فنا بڑی سے بڑی مسافت ایک آن میں طے کر لیتا ہے ایسے ہی حضور نے اتنا دُور ذرا فاصلہ ایک آن میں طے فرمایا۔

(۱۰) قرآن کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فرماتا ہے۔

مُؤَيَّدٌ عَلَيْنَا مَا | تمہاری مشقت ان پر بھاری
اور ناگوار ہے۔

معلوم ہوا کہ جیسے روح اپنی نورانیت کی وجہ سے جسم کے برعکس ہر درد سے خبردار ہے کہ پاؤں میں چوڑ لگے تو روح کو خبر سر دے کہ روح کو خبر۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ اور اپنے ہر اہمیتی کے ہر حال سے باخبر ہیں۔

(۱۱) قانون قدرت ہے کہ کثرت کی ابتداء وحدت سے ہوتی ہے۔ اور کثرت کو فیض وحدت سے ملتا ہے۔ گویا وحدت کے لئے مبداء فیاض ہوتی ہے۔ دیکھو آسمان کے بے شمار ستارے ایک سورج سے نور لیتے ہیں۔ درخت کے تمام پتے شاخیں۔ پھول پھل۔ ان سب کی ابتداء ایک جڑ سے ہے۔ اور تمام کو فیض بھی اسی ایک جڑ سے ہے۔ تمام انسانوں کی جسمانی ابتداء ایک آدم علیہ السلام سے ہے۔ بدن کے سارے اعضاء کو فیض ایک دل سے ہے۔ غرضیکہ ہر کثرت میں وحدت کا فیض ہے تو چاہیے کہ عالم کثرت یعنی جو اللہ کے سوا ہے اس کی ابتداء بھی ایک سے ہی ہو۔ اس کثرت میں بھی کوئی ایک فیض ریاں ہو۔ اس مبداء فیاض ایک کا نام حقیقت محمدیہ اور نور محمدی ہے۔ ورنہ بناؤ یہ کثرتیں کس وحدت کی شاخیں ہیں اور کون سی وحدت اس میں کار فرما ہے۔ بہر حال یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ حقیقت محمدیہ عالم کی اصل ہے اور سارا عالم اس سے ہی فیض لیتا رہا ہے اور تیار ہے گا۔

دوسری فصل اس مسئلہ پر اعتراضات اور جوابات

استدلال نمبر ۲

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا نور ہیں تو خدا کا نور کونسا ہو گیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا جز بن گئے اور حضور میں خدائی آگئی یہ عقیدہ عیسائیوں کے عقیدہ کے مشابہ ہے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام میں الہیت حلول مان لی۔

جواب : ان سوالوں کا نہ مشابہ ہے کہ معترض اسے سمجھا نہیں۔ اللہ کا نور ہونا اس کے صرف یہ معنی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلا واسطہ رب سے فیض لینے والے ہیں۔ اور تمام خلقت نے حضور کے واسطے سے فیض ربانی حاصل کیا۔ جیسے آئینہ سورج کے سامنے ہو تو سورج کا عکس اس آئینہ کو چمکا دیتا ہے۔ پھر یہ آئینہ دوسرے حجاب والے آئینوں کے مقابل کر دو۔ تو وہ تمام اس آئینہ سے جگمگا جاتے ہیں۔ تو پہلا آئینہ سورج کا عکس ہے نہ عین سورج یکہ بلا واسطہ اس سے منجلی حاصل کر رہا ہے۔ اور دوسرے آئینے اس کے ذریعے سے۔ یہ نسبت ایسی ہے جیسے قرآن کریم نے صالح علیہ السلام کی اڈٹنی کو تافہ اللہ یعنی اللہ کی اڈٹنی فرمایا اور عیسیٰ علیہ السلام کو روح مند۔ اللہ کی روح فرمایا۔ عیسیٰ بلا واسطہ والدین رب کے پیدا کئے ہوئے۔

استدلال نمبر ۲

حضور نور نہیں کیونکہ رب تعالیٰ نے فرمایا :

لَقَدْ اَنشَاْنَا بَشَرًا مِّثْلَكُمْ۔ | فرما دو کہ میں تم جیسا بشر (کہتے پارہ ۱۶) ہوں۔

جب حضور بشر ہوئے تو نور نہ ہوئے۔ بشریت اور نوریت میں نہیں ہو سکتی۔

جواب : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور بھی ہیں اور بشر بھی۔ یعنی نوری بشر ہیں۔ حقیقت حضور کی نور ہے۔ اور لباس بشری ہے۔ رب تعالیٰ نے حضرت جبریل کے بارے میں فرمایا :

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ اَلَيْسَ رُوحًا مِّنْ رُّوحِ رَبِّهِ | نہیں بھیجا اس کی طرف ہم نے روح وہ اس کے سامنے ایک تندرست آدمی کے روپ میں نظر ہوا۔

حضرت جبریل علیہ السلام فرشتہ ہیں۔ نور ہیں اور حضرت مریم کے اس بشری شکل میں ظاہر ہوئے۔ اس وقت اس بشری شکل کی وجہ سے نورانیت سے علیحدہ نہیں ہو گئے۔ صحابہ کرام نے حضرت جبریل کے بشری شکل میں دیکھا۔ سیاہ زلفیں۔ سفید لباس۔ آنکھ۔ ناک۔ کان وغیرہ سب موجود ہیں۔ اس کے باوجود بھی وہ نور تھے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم۔ حضرت لوط۔ حضرت داؤد علیہم السلام کے خدات میں فرشتے شکل بشری میں گئے۔ رب فرماتا ہے۔

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثٌ ضَيْفَ
الْبَاهِيَةِ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْكَ
فَقَالُوا سَلَامًا قَالِ سَلَامٌ
تَوَدُّ مَسْكُونٌ -

هَلْ أَتَاكَ نَبَأُ الْحَصَمِ إِذْ
لَيْسَ دَاوُدَ كَهَزْغٍ مِنْهُمْ
قَالُوا لَا تَنْتَحِ خَصْمِينَ بَعِي
بَعْضَنَا عَلَى بَعْضٍ -

(سورہ ص پارہ ۳۳)

وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ سُرُسُلُنَا لَوْطًا
بَيْنِي يَوْمَ دُخَانٍ يَوْمَ
دُخَانٍ قَالُوا لَا تَنْتَحِ وَلَا
تَحْزَنْ إِنَّا مُنْجُونَكَ إِلَّا
أَمْرًا نَاكَ كَانَتْ مِتْ
الْعَابِدِينَ -

(عنکبوت پارہ ۲۰)

کیا تم کو ابراہیمؑ کے مہمانوں کی
خبر پہنچی جب وہ مہمان اُن کے
پاس گئے اور کہا سلام آپ نے
فرمایا یہ سلام اجنبی قوم سے ہے
اور کیا تمہیں اس دعویٰ والوں کی
بھی خبر آئی جب وہ دیوار کو کھدواؤ
کی مسجد میں آئے جب وہ داؤد پر غل
ہوئے تو وہ ان سے گھبرا گیا انہوں نے
عرض کی ڈریے نہیں ہم دو فریق ہیں کہ
ایک نے دوسرے پر نریافتی کی ہے

اور جب ہمارے فرشتے لوٹ
کے پاس آئے اُن کا انا سے
ناگوار ہوا اور ان کے سبب دل تنگ
ہوا انہوں نے کہا کہ نہ ڈریے اور
نہ غم کیجئے بیشک ہم آپ کو آپ کے
گھر والوں کو نجات دیں گے مگر آپ
کی عورت وہ رہ جائے والوں میں ہے

ان تمام آیتوں سے معلوم ہوا کہ فرشتے انبیاء کرام کی خدمت
میں انسانی شکل بشری صورت میں حاضر ہوتے تھے مگر اس کے باوجود

اور بھی ہوتے تھے۔ غرضیکہ نورانیت و بشریت ضدیں نہیں۔

مترادف نمبر ۳

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو چاہیے
اسی جگہ اندھیل نہ ہوا کرے۔ ہر جگہ روشنی ہو۔ لہذا یا تو حضور نور
ہیں یا ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں۔

جواب : اس سوال کے دو جواب ہیں ایک جواب الزامی دوسرا
بہ تحقیق۔ جواب الزامی تو یہ ہے کہ رب تعالیٰ نور ہے اور ہر وقت
سے ساتھ ہے۔ مگر ہر جگہ روشنی نہیں ہوتی۔ فرماتا ہے۔

(۱) اللَّهُ نُورٌ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
نورہ نورہ (سورہ نور پارہ ۱۸)

اور وہ رب تمہارے ساتھ ہے
نہ جہاں بھی ہو۔

ہم بمقابلہ تمہارے اس سے زیادہ
قریب ہیں مگر تم دیکھتے نہیں۔

ہم اس سے شہ رگ سے بھی
زیادہ قریب ہیں

بے شک اللہ صبر والوں کے
ساتھ ہے۔

(۵) إِنَّكَ مَعَ الصَّابِرِينَ
(سورہ بقرہ پارہ ۲)

تیز قرآن شریف نور ہے اور ہر گھر میں رہتا ہے۔ مگر روشنی
ہوتی۔ فرشتے نور ہیں اور ہمارے ساتھ رہتے ہیں۔ مگر ان کی
روشنی نہیں پڑتی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۶) وَ اَنۡزَلۡنَا اِلَیْکُمۡ کُتُبًا
مُبِیِّنًا۔ (سورہ نسا پارہ ۶)

(۷) قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا
اَلۡمَعٰیۡتِہِ الذِّیۡ وَ کُلِّیۡمُکُمۡ۔
(سورہ سجدہ پارہ ۷)

اور ہم نے تمہاری طرف
ظاہر و آئنا۔

میں مادہ۔ تم کو وہ
کائنات شہدہ وفات دے گا
تم پر مقرر ہے۔

اب بناؤ کہ یا تو رب تعالیٰ ہمارے ساتھ نہیں ہے یا
وہ نور نہیں۔ اسی طرح یا تو فرشتے اور قرآن ہمارے پاس
نہیں یا۔ یادہ نور نہیں۔ جواب تحقیقی یہ ہے کہ نور دو قسم کا ہے
نور حسی اور نور معنوی۔ نور حسی کے لئے محسوس ہونا ضروری ہے۔ مگر
نور معنوی کے دیکھنے کو نور قدسیہ دینی آنکھیں چاہئیں۔ اگر اندھا
آفتاب کو نہ دیکھے تو اسے چاہیے کہ دیکھنے والوں سے سن کر
اُسے نور مان لے۔ اسی طرح دوست قدسیہ واسے اولیاء اللہ نور
محمدی کو دیکھتے ہیں۔ محسوس کرتے ہیں۔ اُن سے سن کر قرآن کو
مان کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مان لے۔

احمد رضا علی

اگر حضور نور ہیں تو کھاتے پیتے کیوں ہیں۔ ان کے اولاد کیوں

ہے۔ اور چاہیے کہ سارے سید نور ہوں۔ کیونکہ انسان کا بچہ
انسان گھوڑے کا بچہ گھوڑا۔ شیر کا بچہ شیر ہوتا ہے تو چاہیے
کہ ان کی اولاد نور ہو (روایتی)

جواب :- کسی آیت یا حدیث میں نہیں کہ نور کی اولاد نہیں ہوتی اگر
تو پیش کرد۔ فرشتوں کے اولاد نہ ہونا اس لئے ہے کہ وہ فرشتہ
فرشتوں کے اولاد نہیں ہم حضور کو نور مانتے ہیں۔ فرشتہ
میں مانتے۔ تمہاری یہ بیہودہ گفتگو محض بے کار ہے۔ یہ
عام سوالات اس صورت میں ہو سکتے تھے۔ جب حضور کی بشریت

کا انکار کیا جاتا۔ حضور نور بھی ہیں۔ بشر بھی ہیں۔ اور یہ تمام عوارض
السانی بشریت کے ہیں۔ تو آیت کے نہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام انسان
ہے۔ ہزاروں برس سے ہیں۔ کھانے پینے۔ سونے اور اولاد وغیرہ سے
مکمل ہیں۔ کیوں کہ دہاں نورانیت کی جلوہ گری ہے۔ جب دنیا
میں آئیں گے تو پھر کھانا پینا نکاح وغیرہ سب کچھ کریں گے۔

بشریت کی جلوہ گری ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حراج
میں ہزاروں سال کا سفر طے کیا۔ اس وقت نورانیت کی جلوہ گری
ہوئی۔ کھانے پینے کی حاجت نہ ہوئی۔ جب سرکارِ صمد وصال رکھتے
تھے تو مسلسل روزے بغیر افطار کے رکھتے۔ اور مطلقاً بھوک کا احساس
نہ ہوتا تھا۔ لیکن دوسری حالت میں اگر کھانا ملاحظہ نہ فرماتے تو آثار
بھوک نمودار ہو جاتے تھے۔ روزے کی حالت میں نورانیت کا ظہور

ہے۔ اور دوسرے وقت بشریت کی جلوہ گری۔

باروت داروت فرشتے ہیں۔ نور ہیں۔ مگر جب انہیں بد لباس بشری دیا میں بھیجا گیا۔ تو وہ کھاتے پیتے بھی تھے۔ بلکہ صحبت بھی کر سکتے تھے۔ اس ہی کھانے پینے اور صحبت کی قوت کی بنا پر ان پر عتاب والا واقعہ پیش آیا۔ ان کا یہ کھانا پینا اور قوت جماع اسی لباس بشری کے احکام تھے۔

حضرت ملک الموت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بشری شکل میں آئے تو موسیٰ علیہ السلام کے تھپیڑ سے ان کی آنکھ جاتی رہی یہ آنکھ جانا بشریت کے احکام سے تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا عصا جب سانپ بن جاتا تو کھانا پیتا بھی تھا۔ یہ اس کا کھانا پینا۔ اس کی اس شکل کے حواض تھے۔ رب فرماتا ہے۔

(۱) وَ اَوْحَيْنَا اِلٰی مُوسٰی اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْكُلُ الْفُكْرُ
(اعراف پارہ ۷)

(۲) وَ اَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَبَحُوا (سورہ اطرہ پارہ ۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشریت میں آدم علیہ السلام کی فرخ اور ان کی اولاد ہیں۔ اور نورانیت میں آدم علیہ السلام کی اصل ہیں۔

نورالذوق متنازل نہیں۔ ایمان نور ہے۔ یومن نورانی ہے۔ عالم نورانی۔ نبوت نور ہے۔ نبی نورانی ہیں۔ اس کے باوجود یومن کی اولاد عالم کی اولاد جاہل۔ نبی کی اولاد کافر بھی ہو جاتی ہے جتنی لوگ نورانی گئے۔ جو یوں نور ہیں۔ مگر حدیث شریف سے ثابت ہے کہ بعض جنتی کی خواہش کریں گے اور انہیں اولاد ہوگی۔ فرماؤ اگر نور کے اولاد میں ہو سکتی تو ان جنتی لوگوں کے اولاد کیسی ہوگی۔

مستراض نمبر ۵

آیۃ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَ كِتَابٌ مُبِیْنٌ میں واؤ عطف سیری کے لئے ہے اور نور سے قرآن شریف مراد ہے۔ نہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جسے کتاب مبین بتا رہی ہے۔

جواب: محققین مفسرین کے نزدیک نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جیسے امام جلال الدین سیوطی اور تفسیر خازن۔ مدارک سیر ابن عباس۔ تفسیر صادی وغیرہ۔ نیز اس آیت کی ابتدا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر شریف ہے کہ رب نے فرمایا:

اِنَّكَ اَنْتَ الْکِتَابُ الَّذِیْ قَدْ جَاءَکُمْ
وَلَا تَلْمِزْهُمْ فِیْ شَیْءٍ وَ لَکُمْ کُتُبٌ
مَّا کُنْتُمْ تُحْفَوْنَ مِنْهَا
وَلَا تَلْمِزْهُمْ فِیْ شَیْءٍ وَ لَکُمْ کُتُبٌ
مَّا کُنْتُمْ تُحْفَوْنَ مِنْهَا
وَلَا تَلْمِزْهُمْ فِیْ شَیْءٍ وَ لَکُمْ کُتُبٌ
مَّا کُنْتُمْ تُحْفَوْنَ مِنْهَا

اے کتاب والو! بیشک تمہارے پاس ہمارے رسول تشریف لائے جو تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں اور بہت کو

(سورہ مائدہ ۴)

(پارہ ۴)

معائنہ فرماتے ہیں بیشک تمہارے پاس
کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب

اس اوپر والی آیت نے بتایا کہ نور سے مراد وہی رسول ہیں جن کا ذکر
آچکا نیز واؤ ذکر عطف تفسیری ماننا گویا معنی مجازی مراد لینا ہے اور بلاط
معنی مجازی نہیں لینا چاہیے۔ کیونکہ عطف معطوف الیہ میں مخالفت چاہت
ہے۔ تو چاہیے کہ نور اور ہو کتاب کچھ اور۔ نیز عطف تفسیری میں کتاب میں
تجدید ہے اور پہلی صورت میں کتاب میں میں تائیس اور تائیس تجدید سے بہتر
ہے یعنی بہتر ہے کہ دوسری عبارت کچھ نئی بات بتائے نہ یہ کہ پہلی بات کو دہرا
کہہ دے نیز اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاحِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا
إِلَى اللَّهِ بِآذَانٍ وَسِرَاجًا مُنِيرًا

اس آیت نے صاف طور پر حضور کو نورانی سورج فرمایا اور خود قرآن کی
تفسیر دوسری تفسیروں سے اعلیٰ ہے نیز اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے
جسے مولوی اشرف علی صاحب نے اپنی کتاب نشر الطیب میں بحوالہ
عبد الرزاق حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ قَبْلَ الْأَنْبِيَاءِ قَوْمًا يُبَيِّنُكَ مِنْهُمْ

نُورٌ ۴۔

اور قرآن کی تفسیر جو خود صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں۔
وہ اعلیٰ کتاب ہے۔ نیز کتاب کے لئے نور کا ہونا ضروری ہے۔

کہ وہ بڑھی جاسکے۔ جیسے عبارت قرآن کے لئے اس ظاہری نور
کی ضرورت ہے۔ ایسے ہی قرآنی معارف کے لئے نور روحانی کی
حاجت ہے۔ اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

الحسنات ص ۱ نمبر ۱

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ خود قرآن تذکرہ یعنی نصیحت، یا
کی پھیلی باتوں کو یاد دلانے والا ہے۔ قرآن نور ہے۔ قرآن ہدایت
ہے۔ قرآن برہان ہے۔ قرآن شفا ہے۔ رحمت ہے۔ جب قرآن میں
ساری صفات موجود ہیں تو اب دوسرے نور یا دوسری ہدایت کی
ضرورت نہیں۔ آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) رَبِّ هِيَ كَذَّابَةٌ كَذَّابَةٌ
شَقَّ النَّحْدَ إِلَى سِرِّهِمْ سَبِيلًا (نور)

(۲) وَأَنذَرْنَا أَيْكُمُ النَّوْءَ
يُبَيِّنًا۔ (نور پارہ ۴)

(۳) وَأَنذَرْنَا أَيْكُمُ النَّوْءَ
يُبَيِّنًا۔ (نور پارہ ۴)

(۴) وَتُذَكِّرُكَ مِنَ الْعَمَلِ مَا هُوَ
شَقَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّمُؤْمِنِينَ۔

(۵) فَتَذَكَّرَ كَمَا يُذَكِّرُكَ مِنَ
بے شک تمہارے پاس تمہارے

دَرْيَكُمْ - (نساء پارہ ۷۷)
اعتراض نمبر -

رب کی طرف سے دلیل آپکل

چونکہ یہ تمام خوبیاں قرآن سے حاصل ہو چکیں اور تحصیل حاصل ہے۔ لہذا نبی میں ان میں سے کوئی صفت نہیں مانی جا سکتی۔
(دیوبندی و چکڑاوی)

جواب : جیسے قرآن آخری کتاب ہے اور سارے عالم کے لئے ہمیشہ کے لئے آئی ہے۔ اس لئے اس میں یہ تمام خوبیاں موجود ہیں غافلوں کے لئے تذکرہ۔ غافلوں کے لئے نور۔ گمراہوں کے لئے ہدایت۔ جسمانی یار و حافی بیماروں کے لئے شفاء۔ مومنوں کے لئے رحمت۔ محققین کے لئے ہریان ہے ایسے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور سارے عالم کے لئے اور ہمیشہ کے لئے۔ لہذا ان میں بھی تمام خوبیاں ہونی چاہئیں۔ کہ بہرہ مستم کی مخلوق حضور سے فیض حاصل کر سکے۔ اس لئے رب تعالیٰ نے حضور کے وہ تمام صفات بیان فرمائے جو قرآن کریم نے بیان کئے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مذکر یعنی نصیحت فرمانے والے یا اگلی پھپھی یا نینس یاد دلانے والے بھی ہیں۔ حضور برہان یعنی دلیل بھی ہیں۔ حضور شفاء بھی ہیں۔ حضور رحمت بھی ہیں۔ آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) فَذَكِّرْ اِنْ كُنَّا اَنْتَ
مُذَكِّرًا (غاشیہ ۳۳)
تو انہیں یاد دلاؤ۔ تم یاد دلاؤ والے ہو۔

(۲) اِنَّكَ تَهْدِيْ اِلٰی صِرَاطٍ
مُسْتَقِيْمٍ (شوریٰ پارہ ۲۵)

(۳) يَا اَيُّهَا النَّاسُ فَتَرَوْ
حُجَّتَكُمْ بِرُوحَانٍ مِنْ رَبِّكُمْ
اَمْ لَكُمْ اَلٰهٌ غَيْرُ الَّذِيْنَ اُنْشِئْنَا (نساء پارہ ۷۷)

(۴) وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً
لِّلْعَالَمِيْنَ (انبیاء پارہ ۷۷)

بے شک تم سیدھے راستے کی ہدایت
کرتے ہو۔

اے لوگو! تمہارے رب کی دلیل
آگئی اور تمہاری طرف ہم نے روشن
نور آنا۔

اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر
جہانوں کے لئے رحمت۔

غرضیکہ نہ قرآن کی صفات کی حد ہے نہ صاحب قرآن کی صفات کی انتہا۔ بلکہ کعبہ احسام کا قبلہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دل و ایمان و جان کا قبلہ ہیں۔

اس میں تحصیل حاصل لازم نہیں۔ کیونکہ ہم دنیا میں دو نوروں کے حامل ہیں۔ ایک آنکھ کا نور۔ دوسرے سورج یا چراغ کا نور۔ اگر آنکھ روشن ہو مگر چراغ وغیرہ کی روشنی نہ ہو تو بھی نظر نہیں آتا۔ اور اگر چراغ وغیرہ کی روشنی تو ہو۔ مگر آنکھ میں نور نہ ہو تو بھی کچھ نہیں سوچتا۔ اسی طرح قرآن گویا چراغ یا سورج ہے اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم گویا نور نظر ہیں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورج و چاند ہیں تو قرآن کریم نور نگاہ۔ غرضیکہ ہم کو نور قرآن کی بھی ضرورت ہے اور نور نبوت کی بھی۔ نماز قرآن سے علی۔ مگر نماز کی تعداد رکعتوں کی مقدار۔ نماز کا طریقہ حضور سے حاصل ہوا۔ اسی طرح زکوٰۃ و

جج وغیرہ قرآن نے دیا۔ مگر ان کی ادائیگی کا طریقہ حضور نے سکھایا
نہ اس میں تحصیل حاصل ہے۔ نہ کوئی دوسری قباحیت۔ بلکہ
نبوت کی حاجت نور قرآنی سے پہلے ہے۔ اسی لئے کافر کو کلہ
پڑھا کر مسلمان کرتے ہیں نہ کہ قرآن پڑھا کر۔ بچہ کے کان
میں اذان کہتے ہیں قرآن نہیں پڑھاتے۔

اعتراض نمبر ۶

حدیث شریفین میں ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
مانگتے تھے کہ اللہُمَّ اجْعَلْ فِيْ بَصَوِيْ اَوْسًا۔ اور آخر میں اَمَّا
وَاجْعَلْ لِّيْ اَوْسًا۔ یعنی اے اللہ میری آنکھ میں۔ کان میں۔ گوشہ
میں۔ ہڈی میں نور کر اور مجھے نور بنا دے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ
وسلم خود پہلے ہی سے نور تھے تو اس دعا کی کیا وجہ تھی۔ نور
وہ بنایا جاتا ہے جو پہلے سے نور نہ ہو۔

جواب : اس کے دو جواب ہیں۔ ایک الزامی دوسرا تحقیقی
الزامی جواب تو یہ ہے کہ آپ ہمیشہ دُعا مانگتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْ لِّيْ اَوْسًا۔ اے اللہ ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت
دے تو کیا آپ اس وقت گمراہ تھے۔ جب آپ پہلے ہی ہدایت
پر ہیں۔ پھر ہدایت کیوں مانگ رہے ہیں۔ رب فرماتا ہے :

(۱) هُدًى يُّنْفِثُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ۔

(سورہ بقرہ پارہ ۱)

۲۱) يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مَنَعُوْا۔ (سورہ نساء پارہ ۵)
اے ایمان والو! ایمان
لاؤ۔

بناؤ جو پہلے ہی پرہیزگار بن چکے۔ انہیں ہدایت دینے کے
معنی۔ اور جو پہلے ہی ایمان لا چکے۔ ان کے ایمان لانے
کے کیا معنی۔ تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ
وسلم کا یہ دعا مانگنا کہ خداوند امیر آئندہ۔ کان وغیرہ میں
نور دے۔ اُمت کو تعلیم دینے کے لئے ہے کہ وہ یہ دُعا
مانگیں۔ یا نور کی زیادتی کی دُعا ہے نورانیت پر قائم رہنے
کا دعا ہے۔

اعتراض نمبر ۷۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور کہنا حضور کی بے ادبی ہے
حضور کی عزت اسی میں ہے کہ آپ خاک سے ہوں۔ کیونکہ
خاک نور سے افضل ہے۔ اس لئے کہ فرشتے نور ہیں۔ اور
آدم علیہ السلام خاکی بشر اور فرشتوں نے آدم علیہ السلام
سجدہ کیا نہ کہ آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو حضور کو نور
مانگنا گریا آپ کی توہین کرنا ہے۔ نور ساجد ہے اور خاک مسجود۔

جواب : اس اعتراض کے بھی دو جواب ہیں ایک الزامی اور
دوسرا تحقیقی۔ الزامی جواب تو یہ ہے کہ پھر خدا تعالیٰ کو نور
خدا کی اور قرآن کی بے ادبی ہوئی۔ تعجب ہے کہ حضور کو

نور کہتے ہیں تو آپ کو حضور کی بے ادبی معلوم ہو اور خدا تعالیٰ کو نور کہتے ہیں یہ ساری بے ادبی کا فورہ ہر جائے۔ ماشاء اللہ ویوبندی وہابی بھی ادب والے بن گئے۔ جنہوں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی کھلی گستاخیاں کیں جو کھلا کافر بھی نہ کر سکے۔ تحقیقی جواب یہ ہے کہ سجدہ آدم علیہ السلام کے صرف غاکی جسم شریف کو نہ تھا بلکہ اس نورانی روح کو تھا جو جسم شریف میں پھونکی گئی۔ رب فرماتا ہے۔
فَإِذَا سَوَّيْنَاهُ وَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعَوْا لَهُ سَاجِدِينَ۔

(سورہ حجر پارہ ۱۵)

معلوم ہوا کہ سجدہ روح آدم علیہ السلام کو ہے۔ چونکہ جسم شریف اس روح کی تجلی کا ہر چمکا تھا۔ اس لئے سجدہ اُسے بھی ہوا اور آدم علیہ السلام کی روح نور مصطفویٰ کی ایک تجلی تھی۔ ورنہ آدم علیہ السلام کا جسم شریف تو روح پھونکتے سے چالیس سال پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ اگر صرف جسم ہوتا تو آپ تک توقف نہ کیا جاتا اس سے پہلے سجدہ ہو چکا ہوتا۔ نیز ابلیس کو خاک پر خاک میں خاک کی طرف سجدہ کرنے میں کبھی عذر نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ اس سے پہلے خاک کے ہر ذرہ پر سجدے کر چکا تھا۔ آج یہ ایک سجدہ بھی کر لیتا۔ اب جو سجدے سے انکار کر رہا ہے وہ

حقیقت اس نورانیت کا منکر ہے جو سجدہ کا باعث ہے نیز اگر فقط خاک ہی کو سجدہ کرنا تھا تو خاک کے ڈھیر ٹیلے ہزار ہا ہوتے۔ ان میں سے کسی کی طرف سجدہ کر دیا جاتا۔ معلوم ہوا کہ خاک مسجود نہ تھی بلکہ وہ نور مسجود تھا۔ جو آدم علیہ السلام میں ودیعت تھا۔ یہ زبان حال سے کہتے تھے آدم ! جسے سجدہ ہوا ہے میں نہیں ہوں

استراض نمبر ۱۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں تو آپ اولاد آدم کیسے ہوئے کسی کی اولاد نہیں ہوتا حضور کی لہی لئے آدمی کہا جاتا ہے یعنی آدم والے۔ جواب: ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہی ہیں اور نور بھی۔ یعنی نورانی بشر ہیں۔ ظاہری جسم شریف بشر ہے اور حقیقت نور ہے۔ اولاد آدم ہونا اس جسم بشری کی صفت ہے۔ لیکن حقیقت کے لحاظ سے حضور سارے عالم کی اصل ہیں۔ اور سارا عالم حضور سے ہے۔ رب فرماتا ہے:

قُلْ إِنِّ صَلَاحِي وَكُفْرِي
وَعَمَلِي وَمَعَارِي بِكَ رَاجِعٌ
أَعْلَيْنَ۔ لَا شَرِيكَ لَكَ
وَبَدِئْتُ أَمْرًا وَاخْتِ
أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۵

فرما دو کہ میری نماز میری قربانی
میری زندگی میری وفات اس
اللہ کے لئے ہے جو جانوں
کا پالنے والا ہے۔ اس کا
کوئی سا جھی نہیں۔ مجھے اس

را عراحت -

پارہ ۱۵

(۲) قُلْ اِنْ كَانِ لِلرَّحْمٰنِ فَكُنْ
فَاَخَا اَوَّلَ الْعَالَمِيْنَ (سورہ انبیاء پارہ ۱۵)
وَ اَنْ مِّنْ يَّتَنَبَّئِ اِلَّا كَيْسَبٌ مِّنْ عِندِكَ
وَلَكِنْ لَا تَقْضُوْنَ كَيْسِبَهُمْ ۝

(بنی اسرائیل پارہ ۱۵)

کا حکم دیا گیا اور میں ساری اطاعت
کرنے والوں میں پہلا ہوں۔

فرما دے کہ اگر خدا کا بیٹا ہوتا تو اس
کا پہلا عابد میں ہوتا۔

نہیں ہے کوئی چیز مگر رب کی رحمت
کے ساتھ اس کی تسبیح کرتی ہے
لیکن تم ان کی تسبیح سمجھتے نہیں۔

ان آیات سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ ہر ذرہ ہر حلقہ
آسمان کا ہر چہ تسبیح خوان ہے۔ اور رب کا عابد ہے۔ دوسری یہ
ان تمام سے پہلے حضور رب کے عابد تھے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ
وسلم اس وقت کے عابد ہیں جب نہ فرشتے تھے نہ آسمان نہ زمین
نہ عالم کی کوئی چیز۔ کیونکہ اگر کوئی چیز حضور سے پہلے پیدا ہو چکی
ہوتی تو پہلی عابد وہ ہوتی نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ بشریت کی ابتدا آدم علیہ السلام
سے ہے۔ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اولیت کی حالت میں
بشر تھے۔ تو آدم علیہ السلام اول بشر اور ابوالبشر نہ ہوتے۔ لہذا
ماننا پڑے گا۔ کہ حضور اس اولیت میں یقیناً نور ہیں۔ اور اس
جسمانی حالت میں بشر ہیں۔ یہ تمام رشتے اس جسم اقدس کے ہیں۔
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنے ایک رسالہ التالیف قلب

الاولیٰف بکتابتہ فہرست التالیف کے شروع میں فرماتے ہیں کہ
عالم ارواح میں سارے پیغمبروں نے حضور کی روح پر ففتح سے
فیض لیا۔ اس سے علم حاصل کیا۔ اور حضور سے سیکھ کر آدم
علیہ السلام اسماء کے عالم ہوئے۔ حضور اسی عالم میں نبیوں کے
بھی نبی ہیں۔ جس پیغمبر نے جو سیکھا ہے سب حضور کے شاگرد
اور حضور ان تمام کے استاد اول ہیں۔ حضور خود فرماتے ہیں کہ
کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اَدَمُ جَبَّتِ السُّرُوحُ وَ اَلْحِیْسُ۔ بلکہ تمام ملائکہ
اور تمام عالم انوار واسطے جو کچھ جانتے ہیں۔ حضور کے بتانے سے
جانتے ہیں۔ عبارت یہ ہے :

اس دنیا سے اُن کے سارے پیغمبر
حضور کے مدرسہ میں حاضر ہوئے
اور آپ کے کتب میں شاگرد
بنے۔ ہر ایک نبی نے علم کی ایک
کتاب اور دین کا ایک ایک باب
حضور سے پڑھا۔ دیاں سے صاف
ہو کر دنیا کو فیض دینے کی مسند
پر جا گزیں ہوئے اور اللہ کے احکام
کی مخلوق کو تعلیم دی ان پیغمبروں
میں سب سے پہلے حضرت آدم

وصل اول بعد از نزول و انتقال
از ان عالم حضرت انبیاء و حاضران
مجلس علم و شاگردان عوڑہ -
درس ادھر یکے کتابچہ علم
و بابے از دین خواندہ و تحصیل
نمودہ بود و ہر مستند افاضہ نشستہ
کلمات اللہ را بہ خلق افادہ و
افاضہ فرمود و مقدم الیشیاں آدم
صفی اللہ آمد کہ باوجود نسبت
بہوت در درس آں خلف صدق

زادادب زودہ صحاح لغات
 و اسماء تسلیم نمودہ بود -
 پر مسند خلافت تکبیه
 زودہ ساکنان ملاو اصلی را
 تسلیم و تہنیت نمود -
 و سخن استنادی بر ایشان
 ثابت گردانیدہ نمودم
 و مسجود ایشان گشت -

~~~~~

اھنواض تبرہا -

علیہ السلام تھے جو والد مہولے  
 باوجود اپنے اس سچے فرزند کے  
 میں باادب دوزانو پہنچے تمام باطن  
 اور چیزوں کے نام حضور سے  
 پھر خلافت المیہ سے مسند  
 جاگزین ہوئے - اور خاک  
 مقررین کو تعلیم و تربیت فرماتے  
 لگے جس سے آرام علیہ السلام کا  
 سخن استنادی سارے فرشتوں پر  
 ثابت ہوا اور آخر کار ان کے مسجود  
 ہوئے ۔

اللہ علیہ وسلم نور بھی ہیں اور بشر بھی - کبھی بشریت کے صفات آپ  
 ظاہر ہوتے ہیں - کبھی نورانیت کے رب تعالیٰ نے آپ کو تمام  
 سلطات کا جامع بنا کر بھیجا - اگر عادی کھانا نہ ملا حظہ کریں تو شکم  
 ہلک پر پتھر بھی بانڈھیں گے اور بھوک کے آثار بھی نمودار ہونگے  
 لیکن اگر روزہ وصال میں روزہ کی نیت سے کھانا چھوڑیں - تو  
 وہ مہینوں نہ کھائیں کوئی اثر نہیں - وہاں بشریت کا ظہور تھا -  
 اور یہاں نورانیت کی جلوہ گری ہے - یہاں بچھو کے زہر - تلوار  
 اور آگ نے اثر دکھا دیا - مگر مہراج کی رات دوزخ کی سی فرمائی -  
 وہاں آگ - سانپ - بچھو سب کچھ موجود - مگر کسی کا اثر نہ ہوا -  
 وہ بشریت بھی یہ نورانیت ہے - آج عیسیٰ علیہ السلام صلی  
 سال سے آسمان پر زندہ موجود ہیں - جہاں نہ ہوا ہے - نہ  
 کھانا نہ پینا - مگر زندہ ہیں - یہ زندگی نورانیت کا ظہور ہے -  
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت ارفع  
 اور اعلیٰ ہے - ان کے غلام بعض اولیاء اللہ پر کبھی ایسا وقت  
 آتا ہے کہ مہینوں تک کھاتے پیتے نہیں - ان کے چہروں پر  
 تلوار اثر نہیں کرتی - دجال کے ظاہر ہونے پر مومنوں کو اللہ کے  
 ذکر میں بھوک پیاس سے امن ملے گا - ایک بزرگ جن کو ایک دفعہ  
 دجال مار کر زندہ کر دے گا - پھر جب دوبارہ قتل کرنا چاہے گا تو  
 ان کے حلق پر چھری کام نہ کرے گی - یہ اس افتاء نبوت کے ذریعے

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا نور ہیں - تو آپ بھوک میں  
 پیٹ پر پتھر کیوں باندھتے تھے - اور آپ کو بچھو کے زہر نے کیوں  
 اثر کیا آپ پر جادو کیوں چل گیا - بعض پیغمبروں کو کفار نے قتل  
 کیسے کر دیا - جنگ احد میں حضور کا ذہانت شریعت کیوں شہید ہوا -  
 کیا نور بھی بھوک کا ہو سکتا ہے - کیا نور پر زہر اثر کر سکتا ہے ؟  
 جواب :- یہ اور اس قسم کے صدمات اعتراضات جب پڑ سکتے تھے  
 کہ ہم ان کی بشریت کا انکار کرتے - ہم تو کہتے ہیں کہ حضور



ہیں۔ پھر آفتاب کا کیا کہنا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے غروب فیصلہ فرمایا۔  
فراتے ہیں ۵

گئے باحفصہ و زینب بہر داغِ خستہ کبھی اپنی ازدواجِ پاک کے ساتھ  
وگا ہے با جبرئیل و میکائیل نہ ساختہ مشغول ہوتے اور کبھی جبرئیل و

میکائیل کی بھی آپ تک رسائی نہ ہوتی  
۱۔ عقائدات معالمتِ سرکار کی مختلف تجلیاں ہیں۔ کیا نہیں سنا کہ  
ابراہیم علیہ السلام پر آگ نے اسمعیل علیہ السلام پر چھری نے اثر نہ کیا  
یہ ان بزرگوں کی نورانیت کی جلوہ گری ہے۔

غرضیکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب کا نور ہیں۔ آپ کی بشریت نورانی  
ہے۔ بلکہ آپ کی نورانی بشریت حضرت جبرئیل کی نورانیت سے کہیں ارفع  
و اعلیٰ بلند و بالا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ۵

اے ہزاراں جبرئیل اندر بشر  
بہر حق سوئے غریباں یک نظر

اعتراض نمبر ۱۲

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور ہوتے تو حضور کی ساری اولاد یعنی  
قیامت تک سید نور ہوتے۔ کیونکہ اولاد اپنے ماں باپ کی جنس سے ہوتی  
ہے۔ انسان کا بچہ انسان۔ شیر کا بچہ شیر۔ ایسے ہی چاہیے کہ  
نور کی اولاد نور ہو۔ جب سارے سید نور نہیں تو حضور بھی  
نور نہیں ۵

جواب: ۱۔ اس کا جواب پہلے گزر گیا کہ حضور کے تمام یہ رشتے  
بشریت کے ہیں۔ نورانیت میں کسی سے کوئی رشتہ نہیں۔ حضور  
کی نورانیت میں نہ کسی کی اولاد ہیں نہ کسی کے والد نہ کسی کے  
بہت دار۔ نہ رشتے والے۔ عالم نورانیت تو بہت اعلیٰ ہے۔  
کوئی روح کسی کی نسل یا اصل نہیں۔ اس لئے اولاد روحانی اوصاف  
میں ماں باپ کے خلاف بھی ہو جاتی ہے۔ نبی زادہ کافر۔ عالم کی  
اولاد جاہل۔ جاہل کی اولاد عالم ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ ولادت بشریت  
کی ہے۔ نورانیت کی نہیں۔

اعتراض نمبر ۱۳۔

قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی  
نبوت سے پہلے ایمان و قرآن کی خبر بھی نہ تھی اور وحی سے  
پہلے آپ کو اپنے نبی بننے کی اُمید بھی نہ تھی۔ پھر یہ کیسے  
دست ہے کہ آپ عالم ارواح میں نبی تھے اور سارے پیغمبر  
آپ سے فیض پیتے تھے۔ ملاحظہ ہو:۔

تم کو اُمید بھی نہ تھی کہ تم پر  
کتاب بھیجا دے گی مگر آپ  
کے رب کی رحمت سے۔  
اور آپ جانتے نہ تھے کہ کتاب کیا  
ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا

(۱) وَمَا كُنْتُمْ تَرْجُو اَنْ  
يَنْزِلَ عَلَيْكُمْ اِلَٰهًا  
رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكُمْ (نقص پارہ ۲۰)  
(۲) وَمَا كُنْتُمْ تَدْرِي مَا  
الْكِتَابُ وَلَا الْاٰيٰتَانِ۔



(شرفی پارہ ۲۵)

ہے۔

جب حضور کو ایمان کی بھی خبر نہ تھی۔ تو پیدائش کے پہلے ہی کے کیا معنی۔

جواب، اس اعتراض کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔ الزامی جواب تو یہ ہے کہ پھر تو عیسیٰ علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہوئے کہ آپ نے مال کی گود میں پیدائش سے چند گھنٹہ کے بعد قوم سے فرمایا: قَالَ اِنِّي عَبْدُ اللَّهِ اِنِّي اُكَلِّمُ النَّاسَ وَاجْعَلْنِي فِيمَا - (مریم پارہ ۱۶)

اسی طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام بھی حضور سے بڑھ جاویں گی کیونکہ ان کے متعلق رب نے فرمایا: وَ اٰتَيْنَاكَ الْكِتٰبَ الْغٰلِيًّا۔ ہم نے انہیں بچپن میں علم یا نبوت بخشی۔ (مریم پارہ ۱۶)

بلکہ لازم آئے گا کہ کفار بھی حضور سے علم میں بڑھ جاویں گی کیونکہ وہ حضور کے بچپن سے جانتے تھے کہ حضور نبی ہیں۔ بکیر و راسب نے حضور کے بچپن میں حضور کی نبوت کی گواہی دی۔ کیونکہ اس نے شجر و حجر کو کلمہ پڑھتے سنا۔ قرآن کریم فرماتا ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَءُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ حَتّٰى يَخْرُجَ الشَّمْسُ

(بقرہ پارہ ۲)

جیسے اپنی اولاد کو۔

یعنی جیسے اولاد کو باپ اس کے بچپن بلکہ پیدائش کے وقت سے جانتا ہے۔ ایسے ہی یہ کفار حضور کی پیدائش کے وقت سے حضور کو پہچانتے ہیں۔ فرماتا ہے

اَلَمْ يَسْمَعُوْا نَحْوَ عَلٰى اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ اہل کتاب حضور کی طفیل کفار پر جنگ میں فتح و نصرت کی دعائیں کرتے تھے۔ (بقرہ پارہ ۱)

نیز بخاری شریف میں ہے کہ پہلے وحی کے وقت حضور غارِ حرا میں عبادت فرما رہے تھے۔ اور پہلے ہی سے اعتکاف شروع کر دیئے تھے۔ اگر حضور کو ایمان کی خبر نہ تھی تو یہ عبادت کس کی کر رہے تھے۔ اور کیسے کر رہے تھے ؟

نیز معراج کی رات حضور نے بیت المقدس میں تمام انبیاء کو بلایا اور فرمایا: بتاؤ وہ کونسی نماز تھی کیونکہ ابھی تو نماز فرض ہی نہ ہوئی تھی جواب تحقیقی چند ہیں۔ ایک یہ کہ سیدنا عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس میں بظاہر خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور حقیقت خطاب حضور کے دین والوں سے ہے۔ تفسیر مدارک اور تفسیر المیزان میں آیت: وَمَا اَنْتَ تَدْرِيْجُوْا الخ کے تحت ہے۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ بظاہر یہ خطاب نبی صلی اللہ



عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَامَتْ أَدْوَانُهُ  
أَهْلُ دِينِهِ -

علیہ وسلم کو ہے اور مراد حضور  
کی اُمت ہے -

دوسرے یہ کہ اس آیت نمبر ایک میں مَا كُنْتُ تَدْعُو كِي نَفِي الْإِيمَانِ  
سے ٹوٹ گئی اور معنی یہ ہوئے کہ آپ کو ظاہری اسباب کے لحاظ سے  
یہ امید بھی نہ تھی کہ بغیر رحمت الہی آپ پر وحی ہوگی اور ظاہر ہے  
حضور کو نبوت محض رب کے فضل سے ملی نہ کسی نبی کی دُعا سے ملی  
کسی نبی کی وراثت سے حاصل ہوئی۔ جیسے حضرت یارون کی نبوت  
موسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے تھی۔ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی  
نبوت حضرت زکریا علیہ السلام کی وراثت سے اور حضرت سلیمان کی  
نبوت حضرت داؤد کی میراث سے تھی۔ رب فرماتا ہے :

(۱) وَ دَاوُدَ سُلَيْمَانَ هَآؤُذُ -

سورۃ نمل پارہ ۱۹

(۲) وَ اجْعَلْ لِي وَ ذُرِّيَّآ مَرْبُتًا

اَهْلِي هَآؤُذُ اَنْتَ اَخِي اَشْهَدُ

بِهَذَا اَنْتَ رَحِيٌّ طه پارہ ۱۶

حضرت سلیمان حضرت داؤد کے  
وارثہ ہوئے -

موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی  
مولیٰ میرے بھائی یارون کو میری  
وراثت بنا دے -

مگر حضور کی نبوت میں کسی کی دُعا یا وراثت کا واسطہ نہیں  
حضور پر کسی کا احسان نہیں۔ اس آیت میں مَا كُنْتُ تَدْعُو سے ظہور  
الکتاب الخ میں درایت کی نفی ہے۔ وراثت کہتے ہیں عقل و اشکل سے  
جاننے کو یعنی آپ نبوت کے ظہور سے پہلے ایمان اور کتاب محض اشکل

س سے نہ جانتے تھے۔ کیونکہ اشکل کا علم کبھی غلط بھی ہوتا ہے۔  
الہام ربانی سے جانتے تھے۔ جس میں غلطی و خطا کا احتمال نہیں۔  
اس سے مراد کتاب و رہبان کے تفصیلی احکام ہیں۔ یا ایمان سے مراد  
ایمان ہیں۔ غرض کہ اس کے بہت سے جواب ہیں۔

استواض نمبر ۱۲۔

شروع بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب فارحہ میں حضور  
پہنچے وحی اِشْرَافِ جَاسِمِ سَرَّيْكَ آئی تو حضور حضرت جبریل کو پہچان  
کے۔ درتہ ابن زوفل کے بتانے سے پہچانا کہ یہ جبریل ہیں۔ پھر  
جیسے درست ہے کہ حضور اپنی نبوت پہلے ہی سے جانتے تھے۔  
جواب : یہ غلط ہے۔ بخاری شریف کی اس روایت میں

فِي لَفْظٍ اَيْسَا نَهَيْتُ - جس کے معنی یہ ہوں کہ حضور نے حضرت  
جبریل کو نہ پہچانا۔ اگر حضور حضرت جبریل کو نہ پہچانتے تو یہ آیت

اِشْرَافِ جَاسِمِ سَرَّيْكَ قطعی نہ رہتی۔ کیونکہ آیت قطعی جب ہوگی۔  
اس کے کلام الہی ہونے میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہ  
ہے اور اگر حضور کو یہ معلوم ہی نہ ہو کہ یہ شخص فرشتہ ہے یا

انسانی اور تو یہ پتہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ رب کا کلام ہے اور  
اب حضور ہی کو اس آیت کے کلام الہی ہونے میں شک ہوا۔ تو ہم  
اس کا یقین کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہمارا یقین تو حضور کے  
عین پر قائم ہے۔ اسی لئے اس وقت حضور انور نے حضرت



جہر پیل سے یہ نہ پوچھا کہ تم کون ہو اور مجھے کیا پڑھانا چاہیے ہو۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جانتے پہچانتے تھے۔ کیوں نہ پہچانتے کہ حضرت جبریل اور سارا عالم حضور ہی کے نور سے بنا۔ اور حضور کا نور ان سب سے پہلے پیدا ہوا رہا ورقہ ابن نوفل کے پاس تشریف لے جانا اور ورقہ کا یہ عرض کرنا دوسروں کی تصدیق کے لئے تھا کہ سننے والے ورقہ کی یہ گفت گو سن کر حضور کی نبوت پر زیادہ مطمئن ہو جاویں۔ کیونکہ ورقہ توریت کے بڑے عالم تھے۔ مکہ والے ان کے علم و عمل کے قائل تھے۔ اور ان پر اعتماد کرتے تھے۔ مگر ضحیکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بی بی خدیجہ الکبریٰ کے ساتھ ورقہ ابن نوفل کے پاس جانا اپنے علم کے لئے نہیں بلکہ ان سے تصدیق کرانے کے لئے تھا۔ نا کہ حضرت خدیجہ کو حضور کی نبوت کا عین الیقین حاصل ہو جائے۔ اور دوسروں کو علم الیقین۔ جیسے حضور کا پتھروں سے کلمہ پڑھانا۔ دہشتوں سے گواہی دلوانا اپنے علم کے لئے نہیں۔ دوسروں کے بتانے کے لئے ہے۔

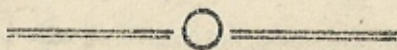
اختراض نمبر ۱۵

نور سے بشر افضل ہے۔ دیکھو آدم علیہ السلام کو جو بشر تھے۔ فوری فرشتوں سے سجدہ کیا۔ اور معراج میں حضور بشر ہو کر عرش سے بھی وراہ وہاں پہنچے جہاں وہاں کہاں سب ختم ہو گیا۔ اور فوری

جہر پیل سدرہ پر رہ گئے۔ لہذا حضور کو نور کہنا حضور کی شان کہنا ہے۔

جواب ۱: اولاً تو یہ قاعدہ ہی غلط ہے کہ بشر نور سے مطلقاً افضل ہے۔ ورنہ پھر چاہیے کہ تم بلکہ ابو جہل وغیرہ بھی فرشتوں سے افضل ہوں۔ دوسرے یہ کہ اعتراض تب درست تھا۔ جب ہم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کرتے حضور اور بھی ہیں۔ بشر بھی۔ محض بشر اور محض نور سے وہ افضل ہے اور نور بھی ہو اور بشر بھی۔

خیال رہے کہ کافر انسان کتے بلی سے بدتر ہے۔ رب مانا ہے اُولَئِكَ هُم شَرُّ الْبَرِيَّةِ۔



بکتابت

سیدنا فضل شاہ اور فکیر گجرات



## دوسرا باب

تین بے سایہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں اور صدیاں معجزے بخشے وہاں یہ معجزہ بھی عطا فرمایا کہ حضور کے جسم شریف کو بے سایہ بنایا دھوپ چاندنی چراغ وغیرہ کی روشنی میں آپ کے جسم اطہر کا کل سایہ نہ پڑتا تھا۔ بلکہ جو لباس حضور پہنے ہوتے تھے وہ لباس بھی بے سایہ ہو جاتا تھا۔ اس پر آیات قرآنیہ احادیث صحیحہ اقول فقہا بلکہ خود فرقہ دیوبندیہ وہابیہ کے افعال گواہ و شاہد ہیں۔ چنانچہ رب تعالیٰ فرماتا ہے :-

حضور کے بے سایہ ہونے کا قرآنی آیات ثبوت

(۱) قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ۔

اے لوگو! تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور (محمد مصطفیٰ) اور روشن کتاب تشریف لائے۔

اے نبی ہم نے تم کو بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری سناتا دُرُتَا، اللہ

(۲) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ ارْمَا أَسْلِحَاتَكَ شَهِدْ وَمُبَشِّرًا

وَأَعِيَا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَاجْأ مُنِيرًا۔

(۳) مَثَلُ نُورِهِ كَمِثْقَلَةٍ إِذَا مَضَىٰ رَمَاهَا مِثْقَالُ حَبِّ خَبْثٍ

جَحَاطٌ۔

کی طرف اسی کے حکم پر بلاتا ہوا اور چمکانے والا سورج۔

اللہ کے نور (محمد مصطفیٰ) کی مثال ایسی ہے جیسے طاق حبس میں چراغ

چمکنی میں ہو۔

اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں حضور کو نور فرمایا۔ دوسری آیت میں سورج کہا۔ تیسری آیت میں حضور کی ذات کو نور اور سببہ پاک کو چراغ کی چمکنی۔ اور ظاہر ہے کہ نہ تو نور کا سایہ ہوتا ہے نہ سورج اور نہ صاف چمکنی کا۔ ان آیات سے حضور کا بے سایہ ہونا ثابت ہے تفسیر مدارک تشریف پارہ اٹھارہ سورہ نور میں زیر آیت اِذْ سَمِعْتُهُمْ كَيْفَ وَقَعَتْ لِقَاكَ فَرَايَا كَ لَوْ كُنَّ لَمْ يَكُنْ لَكَ عَالِدَةٌ وَلَيْفَ كَ تَحْمِلُ لَكَ كَيْفَ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام سے اس کے متعلق مشورہ کیا تو حضرت ذوالنورین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ عالیہ میں یوں عرض کیا، جناب عثمان نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ رب نے آپ کا سایہ زمین پر نہ ڈالا تاکہ کوئی شخص اس سایہ پر قدم نہ رکھ سکے تو جب رب تعالیٰ نے کسی کو

(۴) وَقَالَ عُثْمَانُ إِنَّ اللَّهَ مَا

قَالَ ظِلُّكَ عَلَى الْأَرْضِ وَبَنَاتِهَا

فَقَالَ إِنَّمَا ظِلُّكَ عَلَى

الْبُيُوتِ وَالْأَشْجَارِ وَالْأَنْهَارِ

وَالْأَنْهَارِ وَالْأَنْهَارِ



عَلَى ظِلِّكَ كَيْفَ يُمَسِّكُ  
أَحَدًا مِنْ قُلُوبِهِ عَمَّا  
رَدَّ جَنَّتْ -

اور حضرت خلیفۃ المسلمین امیر المومنین عمر رضی اللہ  
نے یوں عرض کیا -

إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ دَسَّوْا اللَّهَ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا قَاطِعٌ  
بِكَيْدٍ أَلْمَافِقَيْنِ لَا تَرَى  
اللَّهُ عَصَمَكَ مِنْ وُقُوعِ  
الذَّيَابِ عَلَى جِلْدِكَ لِأَنَّهُ  
يَقَعُ عَلَى النَّجَاسَاتِ  
فَيَتَلَطَّحُ بِهَا فَلَمَّا  
خَصَمَكَ مِنْ قَائِلِكَ الْفَدْرَ  
مِنَ الْفَدْرِ فَكَيْفَ لَا يَعْصِمَكَ  
مِنْ صُحْبَةِ مَنْ تَكُونُ  
مُتَلَطِّحًا يَشْتَرِي هَذِهِ  
الْفَاحِشَةَ -

آپ کے سایہ پر قدم رکھنے کا ارادہ  
دیا تو کسی کو یہ قدرت کیسے دیا  
آپ کی زوجہ پاک کی عصمت  
داغ لگا گئی۔

اور حضرت خلیفۃ المسلمین امیر المومنین عمر رضی اللہ

عمر رضی اللہ عنہ نے رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
عرض کیا کہ ہم کو منافقوں  
جھوٹے ہونے کا یقین ہے  
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ  
جسم پاک کو کبھی بیٹھنے  
محفوظ رکھا۔ کیونکہ کبھی گندگیوں

پر پڑتی ہے جس میں وہ نظر مانی  
جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس  
گندگی سے بچایا ہے تو اس بیوی  
کی صحبت سے کیوں نہ بچائے گا  
جو ایسی برائی میں نظر

حضرت عثمان کے بیان سے معلوم ہوا کہ حضور انور کا جسم اطہر  
سایہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیان سے معلوم ہوا کہ  
آپ کے جسم پاک پر کبھی یہ عام کبھی نہ بیٹھی جسم انور کا ایسے سایہ  
نہ بھی معجزہ ہے۔ اور جسم اطہر پر کبھی نہ بیٹھنا بھی معجزہ

حکیم نرندی نے اپنی کتاب نوادر الاصول میں حضرت  
ان رضی اللہ عنہ سے روایت کی -

عَنْ ذَكَوَانَ أَنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَكُونُ يَدَا لَهُ ظِلٌّ  
لَا تَمْسُوسُ وَلَا تَقْسِمُ -

سیدنا عبد اللہ ابن مبارک اور حافظ علامہ ابن جوزی  
حضرت عبد اللہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں -

۴) قَالَ لَمْ يَكُنْ  
الرَّسُولُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَ لَمْ يَقُمْ  
لَمْ تَمْسُوسِ إِلَّا غَلِيَّةَ صُرْثَةٍ  
لَوْ تَهَا وَلَا مَعَ السَّوَّاجِ إِلَّا  
صُرْثَةُ صُرْثَةٍ -

یعنی فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم کا سایہ نہ تھا اور نہ  
کھڑے ہوتے آپ آفتاب کے  
سامنے مگر آپ کا نور آفتاب کے  
نور پر غالب آ جاتا اور نہ کھڑے  
ہوتے آپ چراغ کے سامنے



بہیقی شریف نے حضرت عبداللہ ابن یحییٰ سے روایت کی۔

قَالَ حَجَّيْتُ حِجَّةَ  
الْوُدَاعِ قَدْ حَلَّتْ دَاسِرًا  
بِمَكَّةَ قَدَامَتُ فِيهَا  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَهْدَ كَدِّهِ  
الْقَسَا -

فرمایا کہ میں حج وداع میں  
شریک ہوا۔ تو میں مکہ معظمہ  
میں ایک گھر میں گیا۔ میں نے  
اس میں رسول اللہ کو دیکھا آپ  
کا چہرہ نور چاند کی مکی کی طرح  
چمک رہا تھا۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب خصائص  
کبریٰ شریف میں حدیث ذکر ان جو ابھی ذکر کی گئی۔ اسی کے  
متعلق ایک باب باندھا۔

قَالَ ابْنُ سَبِيْعٍ مَرَّ  
فَضَائِلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ اَنْ ظَلَّهُ كَانَ لَا  
يَقَعُ عَلَى الْأَرْضِ وَ اِنَّهُ  
كَانَ نَوَسًا فَكَانَ اِذَا  
مَنَسَى فِي الشَّمْسِ اَوِ الْقَسَا  
لَا يَنْطَرُ لَمْ يَطْلُ -

ابن سبيع نے فرمایا کہ حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات  
میں سے یہ ہے کہ آپ کا سایہ  
زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ  
جب دھوپ یا چاندنی میں  
چلتے تو آپ کا سایہ نہ دیکھا  
جاتا تھا۔

کتاب مستطاب الفوز الجیب فی خصائص الجیب باب  
فصل چہارم میں فرماتے ہیں۔

(۸) لَمْ يَقَعْ ظِلُّهُ عَلَى  
الْأَرْضِ وَلَا دَرَى لَهُ  
شَيْءٌ فِي شَمْسٍ وَلَا  
قَمَرٍ -

حضور کا سایہ زمین پر  
نہیں پڑتا تھا اور آپ کا  
سایہ دھوپ میں دیکھا گیا۔  
نہ چاندنی میں۔

حضرت فاضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف  
میں فرماتے ہیں۔

(۹) وَمَا ذَكَرَ مِنْ  
اَنْهُ لَا ظِلُّ لِمَخْصِيهِ فِي  
الْفَضْلِ وَلَا قَسَرٍ لِمَخْصِيهِ  
فَاَنْ لَوْ مَا -

یہ جو ذکر کیا گیا کہ حضور  
کے جسم نور کا سایہ نہیں  
دھوپ میں نہ چاندنی میں۔  
یہ اس لئے ہے حضور نور ہیں  
خفاجی اس کی شرح نسیم الرایش

حضرت امام شہاب الدین  
میں فرماتے ہیں :

(۱۰) وَمِنْ دَلَائِلِ نُبُوَّتِهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
مَا ذَكَرَ مِنْ اَنْهُ لَا ظِلُّ  
لِمَخْصِيهِ اِى حَبْسُهُ  
الشَّرِيفِ اللَّطِيفِ اِذَا -

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی  
نبوت کی دلیل میں سے وہ  
ہے جو ذکر کیا گیا کہ حضور  
کے جسم لطیف کا سایہ نہ تھا  
جب کہ آپ دھوپ یا چاندنی



كَانَ فِي شَمْسٍ أَوْ قَمَرٍ لَأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَوْفًا وَلَا خَوْفًا شَفَافَةً لَطِيفَةً لَا تُجِيبُ غَيْرَهَا وَلَا الْأَنْفَاسُ لَا ظِلَّ يَبْقَا كَمَا تَشَاهَدُ فِي الْأَوَامِرِ الْحَقِيقَةِ وَهَذَا سَرَادَاةُ صَاحِبِ الْوَفَاءِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ ضَوْؤُهُ ضَوْؤُهَا وَلَا مَعَ النَّبِيِّ أَجِ الْأَغْلَبِ ضَوْؤُهَا ضَوْؤُهَا وَقَدْ قَضَى هَذَا وَالْكَلَامُ فِيهِ وَقَدْ نَطَقَ النَّبِيُّ أَنَّهُ النَّوْرُ الْمُبِينُ وَكَوْنُهُ كَيْشْرًا لَا يَبْقَا فِيهِ كَمَا تَوَهَّمُ فَإِنَّ قَهْمَتَ نَهْوُ نَوْرًا

میں ہوتے کیونکہ حضور نور ہیں اور انوار اشفات و لطیف ہیں کسی کے لئے اڑ نہیں بنتے ان کا سایہ نہیں ہوتا جیسا کہ قتیبہ نوروں میں دیکھا جاتا ہے کتاب الوفا والے نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت کیا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور نہ کھڑے ہوتے تھے آپ سورج یا چاند کے سامنے مگر آپ کی چمک ان کی چمک پر غالب آتی تھی۔ یہ گفتہ اور اس میں کلام گذر چکا قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضور کھلا ہوا نور ہیں اور آپ کا ایشہ اس کے خلاف نہیں جیسا کہ ہم کہہ کیا گیا ہے تو اگر تم سمجھو تو حضور نور علی نور ہیں کیونکہ نور وہ ہوتا ہے جو

لَا يَكُنُ النَّوْرُ مَعَهُ الظَّاهِرُ بِنَفْسِهِ لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ فَصَبِيلُ فِي مَشْكُوتِ الْأَوَامِرِ (مضمناً)

حضرت مولوی جلال الدین رومی فرماتے ہیں۔ (شعر)

مولانا شبلی از فقر پیرایہ بود  
مسجد دار بے سایہ بود  
حضرت مولانا عبدالعلی سحر العلوم شرح ثنوی میں اسی شعر کی شرح میں فرماتے ہیں۔

مصرع ثانی بمعجزہ آل سرور  
صلی اللہ علیہ وسلم کہ آل سرور  
صلی اللہ علیہ وسلم را سایہ نمی افتاد

امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں۔

نور ظاہر ہو دوسرے کو ظاہر کرے اس کے تفصیل مشکوٰۃ الانوار میں ہے و خلاصاً حضرت مولوی جلال الدین رومی قدس سرہ ثنوی شریف میں

جو فقیر حضور کی ذات میں فنا ہو  
وہ محمد کی طرح بے سایہ ہوتا ہے  
حضرت مولانا عبدالعلی سحر العلوم شرح ثنوی میں اسی شعر کی شرح میں فرماتے ہیں۔

دوسرے مصرع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کا سایہ نہ پڑتا تھا۔

حضور کا سایہ نہ تھا نہ دھڑب میں نہ چاندنی میں جیسا کہ ترمذی شریف نے حضرت ذکوان سے روایت کیا۔

علامہ حسین ابن محمد دیلمی اپنی کتاب الخسبیین فی احوال النفس النقیس میں فرماتے ہیں :



لَمْ يَقَعْ ظِلُّهُ عَلَى الْأَرْضِ  
وَلَا فِي شَيْءٍ كَهَ ظِلِّ فِي شَمْسٍ  
وَلَا فِي قَسَمٍ -

حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑا اور  
آپ کا سایہ دیکھنا نہ گیا۔  
دھوپ میں نہ چاندنی میں

(۱۴) کتاب نور الابصار فی مناقب آل النبی الاطہار میں فرماتے ہیں

لَمْ يَقَعْ ظِلُّهُ عَلَى الْأَرْضِ وَ  
لَا فِي شَيْءٍ كَهَ ظِلِّ فِي شَمْسٍ  
وَلَا فِي قَسَمٍ -

حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑا  
اور نہ آپ کا سایہ دھوپ  
میں دیکھا گیا نہ چاندنی میں

کتاب افضل القری میں امام ابن حجر کی رحمتہ اللہ علیہ  
فرماتے ہیں :

وَمَا يُؤَيِّدُ آتَهُ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَارَ  
لُؤْسًا إِذَا كَانَ إِذْ أَمَشَى  
فِي الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَا يُظْهِرُ  
لَهُ ظِلًّا لَا نَسْتُ لَا يُظْهِرُ  
لَهُ ظِلًّا لَا نَسْتُ لَا يُظْهِرُ  
إِلَّا بِكَيْفٍ وَهُوَ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَدَعَهُ  
اللَّهُ مِنْ سَائِرِ الْكَثَاثِ  
الْجَسَامِيَّةِ وَصِيْلُهُ لُؤْسًا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
کے نور ہو جانے کی تائید کے  
دائے دلائل میں سے ایک یہ  
بھی ہے کہ آپ جب دھوپ  
اور چاندنی میں چلتے تو آپ کا  
سایہ ظاہر نہ ہوتا کیونکہ سایہ  
صرف کثیف چیز کا ہوتا ہے  
اللہ تعالیٰ نے حضور کو ساری  
جسمانی کثافتوں سے صاف  
فرما دیا۔ آپ کو خالص نور

مَرَّ خَالًا يَظْهَرُ لَهُ ظِلُّ  
طَلْعٍ -

بتا دیا۔ لہذا آپ کا سایہ  
بالکل ظاہر نہ ہوتا تھا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اپنی کتاب مدارج  
النبوة میں فرماتے ہیں۔

وَنَبُوذُ مَرَّالِ حَضْرَتِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسِي  
فِي الْقَبْرِ نَدْرُفَرُ -

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا  
سایہ نہ تھا نہ دھوپ میں  
نہ چاندنی میں۔

رَوَاهُ الْحَكِيمُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ  
الْوَانِ فِي تَوَادُّ الْأَصُولِ -

اسے حکیم ترمذی نے حضرت ذکوان  
سے نوادر الاصول میں روایت کیا۔

(۱۵) حضرت محمد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہ مکتوبات  
لریف جلد نمبر ۱۰۰ میں فرماتے ہیں۔

اورا صلی اللہ علیہ وسلم  
سایہ نبود در عالم شہادت  
سایہ ہر شخص از شخص بطیف  
است چوں لطیف تر از او  
صلی اللہ علیہ وسلم در عالم  
ہا شد اورا سایہ چہ صورت  
دارد۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا  
سایہ نہ تھا۔ عالم شہادت میں  
ہر جسم کا سایہ جسم سے زیادہ  
لطیف ہوتا ہے جب حضور صلی  
اللہ علیہ وسلم سے لطیف دنیا میں  
کوئی چیز نہیں تو آپ کے سایہ  
کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

(۱۸) حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ تفسیر عزیزی پارہ



اپنی تفسیر محمدی ساتویں منزل ۴۲۹ پر لکھتے ہیں :-  
 چال گرمی سخت ہندی نال سر پر بدل سایہ کردا  
 تے اوپر زمین نہ پوندا سایہ حضرت پیغمبر دا  
 یہ ہے عقیدہ اہل حدیث حضرات کے بڑے بھاری عالم حافظ  
 صاحب لکھوی کا کہ حضور کا جسم اور بے سایہ ہے۔

### عقلی دلیل

عقل کا بھی تقاضا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے جسم اور کا سایہ نہ ہو۔ کیونکہ عالم اجسام میں  
 بعض محسوس اجسام ایسے ہیں جن کا سایہ نہیں ہوتا یعنی وہ ہیں تو جسم  
 مگر سایہ ندارد اس لئے کہ ان جسموں پر نور کی پالش قدرت نے کر دی  
 ہے یا اس لئے کہ وہ شفاف ہیں دیکھو چاند و سورج۔ تارے جسم  
 ہیں۔ محسوس بھی ہیں مگر ان کا سایہ نہیں کیوں صرف اس لئے کہ ان  
 نور کی پالش ہے۔ چاند تارے بذات خود کالے ہیں۔ سورج کی  
 شعاعوں سے منور ہو گئے ہیں اس عارضی نورانیت کی وجہ سے ان کا  
 نہیں بہت صاف و شفاف شیشہ کا سایہ نہیں پڑتا۔ جب کہ بارش  
 مشاہدہ کیا گیا ہے۔ شیشہ نور نہیں صرف شفاف ہونے سے  
 اس کو بے سایہ بنا دیا۔ بعض حالات میں کیفیت جسم کا سایہ نہیں  
 ہوتا۔ جب ہر چہاں طرف سے اس پر روشنی ڈالی جاوے۔  
 کوئی شخص بجلی کے نیچے کھڑا ہو جاوے تو سایہ نہ ہوگا۔ کیونکہ  
 اسے نور نے گھیر لیا۔ گرمیوں میں جب دوپہر کے وقت

سری پڑتا ہے تو جسم انسانی بلکہ کسی جسم کا سایہ نہیں پڑتا  
 سورج کا نور جسم کے ہر حصہ پر پڑتا ہے۔ اگر بجلی کا تیز  
 یہ خود بھی روشن ہو۔ اور اس کے اوپر دوسرے تیز بلب  
 روشنی ڈالی جاوے تو یہ نور علی نور ہو جاوے گا وہاں  
 یہ کا پڑنے کا سوال ہی نہ رہے گا۔ جب ان ظاہری اجسام  
 عارضی انوار کی وجہ سے سایہ نہیں رہتا۔ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ  
 وسلم جنہیں رب تعالیٰ نے مجسم نور فرمایا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ  
 وسلم نے خود بھی دعا کی اللہم اجعلنی نوراً خدایا مجھے  
 نور دے اور رب تعالیٰ نے قرآن مجید میں انہیں نور علی نور  
 فرمایا۔ کہ دیکھو سورہ نور شریف اگر اس جسم پاک کا سایہ  
 ہو تو کیا تعجب ہے۔ مذکورہ تمام اجسام کو بے سایہ مان لیا  
 ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے سایہ ہونے  
 کیوں انکار ہے۔

### دوسری فصل

اعتراضات و جوابات

تن بے سایہ کے مسئلہ پر مخالفین کے پاس کوئی قوی  
 اعتراضات نہیں۔ صرف دو تین شبہات ہیں جو ہر جگہ  
 مختلف پیروں میں بیان کرتے پھرتے ہیں۔ چنانچہ ہم ان کے



اعتراضات مع جوابات عرض کرتے ہیں۔ رب تعالیٰ قبول فرما۔  
(اعتراض نمبر ۱)۔

سند امام احمد بن حنبل میں بروایت بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا ہے۔

قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا  
بِنَصْفِ النَّهَارِ إِذْ  
أَنَا بِظِلِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(مقبل)

دیکھو حضرت صفیہ فرماتی ہیں کہ میں حضور کے سایہ میں تھی۔ اگر حضور کا سایہ نہ تھا تو آپ سایہ میں کس طرح ہو گئی تھیں۔ لفظ ظل پر غور کرو۔ ظل سایہ کو کہتے ہیں۔

خوط :۔ کسی دیوبندی دیوبانی کو حضور کا سایہ ثابت کرنے کے لئے اس حدیث کے سوا کوئی نہ مل سکی وہ اس کو بڑے فخر سے پیش کرتے ہیں۔ جواب ملاحظہ فرمادو : اس حدیث میں ظل سے مراد یہ معرور سایہ نہیں۔ جو کثیف اجسام کا ہوتا ہے کیونکہ بدنہ منور

کسی کی ٹھیک دوپہر میں یہ سایہ پڑتا ہی نہیں۔ اور اتنا دراز سایہ کہ دوسرا آدمی اس میں چل سکے۔ یہ گرمیوں میں دوپہر کے وقت ہمارے ہاں بھی نہیں پڑتا۔ لہذا یہاں یہ سایہ مراد نہیں عربی بلکہ اردو میں بھی رحمت و مہربانی و کرم اور پناہ کو سایہ کہتے ہیں عام طور پر بزرگوں کو لکھتے ہیں دام ظلم۔ ان کا سایہ ہمیشہ رہے۔ یا مَد ظلم ان کا سایہ دراز ہو۔ اس کا مطلب نہیں کہ حضرت صاحب دن رات دھوپ و آگ میں رہتے رہیں۔ اور ان کا سایہ پڑتا رہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کی مہربانی رحمت پناہ ہمیشہ رہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

عَجَزَ وَ انْكَسَرَ دَالَا عَادِلُ  
بِأَمْرِهِ اللَّهُ كَالسَّايَةِ

(جامع صغیر جلد دوم ص ۳۳)

نیز حدیث پاک میں ہے۔

سَاتِ آدَمِي هِيَ كَاللَّهِ  
أَنْهِيَ اِشْتِغَالَ عَرْشِهِ  
سَايَةً فِي رُكْحَتِهِ

دیکھو نہ خدا تعالیٰ جسم کثیف ہے کہ اس کا سایہ



مہو نہ عرش اعظم سایہ دار جسم ہے۔ یہاں دونوں جگہ سے مراد رحمت اور پناہ ہے۔ نیز حدیث پاک میں ہے  
 اِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرًا تَحْتَهُ  
 مَسِيرَةُ السَّائِرِ فِي ظِلِّهَا  
 مائتۃ عامٍ لَا يَفْطُرُهَا  
 مَشْكُوتٌ رَابِعَةٌ لِحَظِّ سَلَمِ بَخَارِی

دستیجو جنت میں نہ دھوپ ہے نہ چاندنی۔ پھر مولوی درخت کے سایہ کے کیا معنی دہاں بھی سایہ سے مراد پناہ یا اوس کے نیچے ہونا ہے تمہاری پیش کردہ حدیث میں اگر سایہ سے مراد یہ سایہ معروض ہو تو یہ حدیث ہماری پیش کردہ حدیث ہماری پیش کردہ حدیث کے بھی خلاف ہوگی۔ اور اُن آیات قرآنیہ کے بھی خلاف جو پہلے باب میں عرض کی گئیں۔

## دوسرا اعتراض

قرآن کریم میں رب تعالیٰ فرماتا ہے:

يَتَّقِيًّا ظِلًّا لَهُ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشَّمَالِ

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ ہر چیز خود بھی تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہے اور اس کا سایہ بھی اگر حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کا سایہ نہ ہو تو حضور دوسری مخلوق کے مقابلے میں کم عابد ہوں گے۔ تمام مخلوق کے دو سجدے حضور کا سجدہ ایک سجدہ۔ لہذا حضور کا سایہ ہونا تاکہ حضور اور کی عبادت بھی دو طرح کی ہو۔  
 جواب ۱۔ اس اعتراض کے دو جواب ہیں۔  
 ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔

جواب الزامی تو یہ ہے کہ آپ کے اس سوال سے لازم آتا ہے کہ جب کوئی دیوبندی صاحب سایہ میں نماز پڑھ رہے ہوں یہاں مولوی صاحب کا سایہ نہ پڑے گا۔ اور اس وقت کوئی جانور دھوپ میں کھڑا ہو۔ تو جس کا سایہ پڑ رہا ہو۔ تو اسی وقت مولوی صاحب سے وہ جانور افضل ہو جاوے۔ کہ مولوی صاحب تو صرف اپنے آپ ہی سجدہ کر رہے ہیں۔ سایہ نہیں کر رہا۔ اور وہ جانور بھی سجدہ کر رہا ہے۔ اس کا سایہ بھی جو تم اپنے متعلق دہاں جواب دو گے۔ وہ ہی یہاں جواب دے لیتا۔

جواب تحقیقی یہ ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سجدہ تمام دنیا کی تمام عمر کی عبادات سے افضل ہے۔ جب حضور کے صحابی کا سوا سیر جو خیرات کرنا ہمارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے



سے افضل ہوا تو حضور کی عبادات کا کیا پوچھنا ہے۔ کہ  
چیز سایہ دار ہو یا غیر سایہ دار۔ حضور کے درجہ  
کو نہیں پہنچ سکتی۔

مولوی صاحب! آئندہ آپ اور آپ کی جماعت  
ہمیشہ دھوپ میں ہی نمازیں پڑھا کریں۔ تاکہ ڈبل سہارا  
ہوا کرے آپ کا اور آپ کے سایہ کا بھی۔

### تیسرا اعتراض

رب تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :  
قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ فَرَادُوْكُمْ فِيْكُمْ تَمَّ جَلِيسًا لِّلْبَشَرِ  
جب یہ حکم قرآنی حضور ہم جیسے ہیں اور ہم تو  
بے سایہ نہیں بلکہ سایہ دار ہیں تو چاہیے کہ حضور بھی  
بے سایہ نہ ہوں۔ سایہ دار ہوں۔ ورنہ مِثْلُكُمْ کا  
ظہور نہ ہوا۔

جواب : اس اعتراض کے بھی دو جواب ہیں  
ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔

جواب الزامی تو یہ ہے کہ پھر تو یوں کہو کہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسے بشر ہیں اور ہم تو نہ نبی  
ہیں نہ رسول نہ شفیع المذنبین نہ رحمۃ للعالمین تو نمود

اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہ نبی نہ رسول نہ  
بشر اور صفت عالیہ سے موصوف ہوں۔ بشر مثکم  
کی اسی تفسیر سے نبوت و رسالت وغیرہ ہی کا انکار  
ہو گیا۔

جواب تحقیقی یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں مشیت  
موت اس میں ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے  
بندوں کی طرح نہ خدا ہیں۔ نہ خدا کی اولاد نہ خدا کے  
رشتہ دار بھائی وغیرہ اللہ کے خالص بندے ہیں۔  
آپ میں الوہیت کا شائبہ بھی نہیں۔

مخالفین کے پاس سایہ ہونے پر کوئی قوی دلیل  
نہیں۔ صرف عناد و ضد سے انکار کرتے ہیں یوں ہی  
وہابیات شبہات کو دلائل سمجھے بیٹھے ہیں۔ ہم نے  
تو اسی قدر آیات قرآنیہ احادیث نبویہ اقوال بزرگان دین  
مقلی دلائل تمہارے بزرگوں کے اقوال پیش کر دیئے۔  
تم بھی سایہ ہونے پر کوئی آیت یا حدیث یا صحابی کا  
لہان ہی پیش کرو۔ اگر نہیں پیش کر سکتے تو آفاء  
در جہان صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خدا و مجتہد و کمال  
کا کیوں انکار کرتے ہو۔ افسوس ہے کہ دوسری قومیں  
اپنے بزرگوں کے جھوٹے کمالات کے ڈھنڈورے پیٹتے



ہیں۔ اور تم اپنے رسول کے سچے کمالات ماننے کو  
تیار نہیں۔ اگر اس قسم کے لاکھوں کمالات رب تعالیٰ  
نے حضور کو دے دیئے تو تمہارا کیا جگر گیا۔ اللہ  
تعالیٰ وہ آنکھ عطا فرما دے جو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ  
علیہ وسلم کے کمالات دیکھے۔ آمین !

آنکھ والا تیرے جلوں کا تماشا دیکھے  
دیدہ کر کیا آئے نظر کیا دیکھے

دوستو! یہ ظاہری آنکھیں ظاہری سرمہ سے تیز ہوتی  
ہیں۔ مگر دل کی آنکھ خاک و ادلیا سے منور ہوتی ہے۔  
کسی بزرگ کے آستانہ کی خاک دل کی آنکھ پر ملو تا کہ  
بصیرت تیز ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابو جہل نے  
صوت بصارت سے دیکھا۔ کافر ہی رہا۔ حضرت صدیق اکبر  
رضی اللہ عنہ نے بصیرت سے بھی دیکھا مومن صحابی ہوئے۔  
سرمہ کن در چشم خاک ادلیا  
تا بہ بینی زابتدا تا انتہاء



اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ و فرمے شہیدنا محمد و آلہ واصحابہ  
الہم عین برحمتہ وھو ارحم الراحمین

## قصیدہ نور

اذا علی حضرت فاضل بریلوی

عید میں سوئی بٹتا ہے باڑا نور کا  
عید میں سہانا پھول پھلا نور کا  
ہر کچھ چاند کا ہوا ہے سجدہ نور کا  
ہر کچھ چھائی ظلمت نگہ بلا نور کا  
پایہ نور کا ہر عضو نکلا نور کا  
ی ماتھے رہا ہے جان سہل نور کا  
نور بادشاہ بھروسے پیالہ نور کا  
ی دیکھ کر تیرا ہما نور کا  
ی خاک پر جھکتا ہے تھا نور کا  
ی ہے نوری بھرن ادا ہے دیا نور کا  
ی کا دور تھا دل جل رہا تھا نور کا  
ی پاک میں ہے بچ بچ نور کا

صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا  
مسکت ہو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کہ نور کا  
بارہ ہرچول سے جھکا اک اک ستار نور کا  
ماہنت ہر طلعت لے لے بدلا نور کا  
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا  
بخت جاگا نور کا چھکا ستار نور کا  
نور دن دنیا تیرے ڈال صدقہ نور کا  
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا  
نور نے پایا تیرے سجدے سے سچا نور کا  
سر جھکا اے کشت کفر آتا ہے بلا نور کا  
تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نور کا  
تو ہے عین نور تیرا سب گھرا ناں نور کا

اے رضایہ احمد نوری کا فیض نور ہے  
ہو گئی تیری غزل بٹھ کر قصیدہ نور کا



## حضرت حکیم الامت علیہ السلام کی بیان افروز تصانیف

|      |                           |      |
|------|---------------------------|------|
| (۱)  | حاشیہ قرآن مجید جلد چہارم | ۱۵   |
| (۲)  | تفسیر نعیمی جلد اول       | ۲۱   |
| (۳)  | " " " دوم                 | ۱۸   |
| (۴)  | " " " سوم                 | ۱۸   |
| (۵)  | " " " چہارم               | ۱۸   |
| (۶)  | " " " پنجم                | ۱۸   |
| (۷)  | " " " ششم                 | ۱۸   |
| (۸)  | مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول   | ۴۲۰  |
| (۹)  | " " " دوم                 | ۱۶   |
| (۱۰) | " " " سوم                 | ۱۶   |
| (۱۱) | " " " چہارم               | ۱۶   |
| (۱۲) | " " " پنجم                | ۱۶   |
| (۱۳) | " " " ششم                 | ۱۶   |
| (۱۴) | " " " ہفتم                | ۱۶   |
| (۱۵) | " " " ہشتم                | ۲۰   |
| (۱۶) | جامہ الحق جلد اول         | ۹    |
| (۱۷) | " " " دوم                 | ۸    |
| (۱۸) | شان حبیب الرحمن           | ۹    |
| (۱۹) | فتاویٰ نعیمی مکمل         | ۳    |
| (۲۰) | سفرنامہ اول               | ۲/۵۰ |
| (۲۱) | " " " دوم                 | ۱/۵۰ |

|      |                                 |      |
|------|---------------------------------|------|
| (۱)  | علم الفقہ آن                    | ۲/۵۰ |
| (۲)  | مراۃ نعیمیہ حصہ اول             | ۱/۵۰ |
| (۳)  | " " " حصہ دوم                   | ۱/۵۰ |
| (۴)  | " " " حصہ سوم                   | ۱/۵۰ |
| (۵)  | نئی تفسیریں                     | ۱/۵۰ |
| (۶)  | اسلامی زندگی                    | ۱/۵۰ |
| (۷)  | امیر معاویہ پر ایک نظر          | ۱/۲۵ |
| (۸)  | سلطنت مصطفیٰ                    | ۱/۵۰ |
| (۹)  | اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں     | ۱/۰  |
| (۱۰) | اسرار الاحکام                   | ۱/۵۰ |
| (۱۱) | درس القرآن مجید                 | ۱/۴۵ |
| (۱۲) | رحمت خدا تعالیٰ کے وسیلہ اولیاء | ۰/۴۵ |
| (۱۳) | علم میراث                       | ۰/۴۵ |
| (۱۴) | رسالہ فور                       | ۰/۴۵ |
| (۱۵) | دیوان ساکت                      | ۰/۴۵ |
| (۱۶) | ایک اسلام                       | ۰/۲۵ |
| (۱۷) | اکلام المقبول                   | ۰/۲۵ |

### صاحبزادہ افتخار احمد خاں کی کتابیں

|      |                      |      |
|------|----------------------|------|
| (۲۸) | مدار جنت بجا اور سنت | ۱/۰  |
| (۲۹) | ازبلا تردید عیسائیت  | ۲/۵۰ |
| (۳۰) | حالات امام اعظم      | ۱/۰  |



# خوشخبری

حضرت حکیم الامت کی تفسیر عاشیۃ القرآن

احصا

ترجمہ اعلیٰ حضرت عکسی - بہترین لکھائی چھپائی

عمدہ دلائلی کاغذ - خوشنما طائیل

پہلے پندرہ پارے چھپ کر آگیا۔

حصہ دیکھ

ستم اول عجلہ سنہری چرمی ریش روپے

دوم غیر چرمی سترہ روپے

مینبر تعمیر کتب خانہ گجرات پنجاب